

شُن سانسوں کے سلطان پیا

(نظمیں، قطعات، اشعار)

زین شکیل

Book Name: Sun Sanson Ky Sultan Piya

Price: 800/- Rs.

Author: Zain Shakeel

Publieshed in February 2022

Email: zainshakeel300@gmail.com

FB | Instagram | Youtube

Zainshakeelofficial | +92 342 5956300

قَلْبَانِ پُبْلِيکِيشنِز

ہیش بازار، رمضان مارکیٹ، جلال پور جٹاں، گجرات

qalbaan@gmail.com | +92 332 3252000

انتساب !

عصمت خان کے نام

ایسا باوفاسا تھی جس کی دعائیں شامل رہنے کا مجھے کامل یقین ہے

اور سدرہ سعید کے نام

جو میرے لیے بہت قیمتی ہے

باب اول

سن سانسوں کے سلطان پیا



سائیں

حق سائیں!

برحق سائیں!

ہم بدرنگے،

عاجز،

چھوٹے،

تم سچ سائیں!



مُن سانسوں کے سلطان پیا

مُن سانسوں کے سلطان پیا

ترے ہاتھ میں میری جان پیا

میں تیرے بن ویر ان پیا

تو میرا اُل جہان پیا

مری ہستی، مان، سماں بھی تو

مرا زحمد، ذکر، وجد ان بھی تو

مرا، کعبہ، تحمل، مکران بھی تو

میرے سپنوں کا سلطان بھی تو

کبھی تیر ہوئی، تلوار ہوئی

ترے ہجر میں آیا رہوئی

کب میں تیری سردار ہوئی

میں ضبط کی چیخ پکار ہوئی

تجھے لوں لوں یار بلائے وے

مری جان پچھوڑا کھائے وے

ترا ہجر بڑا بے درد سمجھنے

مری جان پہ بن بن آئے وے

مری ساری سکھیاں روٹھ گئیں

مری روروا کھیاں پھوٹ گئیں

تجھے ڈھونڈ تھکی نگری نگری

اب ساری آسمیں ٹوٹ گئیں

کبھی میری عرضی مان پیا

میں چپ، گم صم، سنسان پیا

میں ازلوں سے نادان پیا

تو میرا گل جہاں پیا



ٹوازلوں سے مخدوم پیا

تو حاکم میں محاکوم پیا

تو ازلوں سے مندو مپیا

تجھے مان کہوں، ایمان کہوں

تراؤ نچا ہے آستھان، کہوں

تجھے دم دم عالی شان کہوں

تری باتوں کو قرآن کہوں

النصاف کہوں، میزان کہوں

یاقوت کہوں، مرجان کہوں

لیسین کہوں، رحمن کہوں

سبحان کہوں، یزدان کہوں

تجھے وجد کہوں، وجود ان کہوں

تجھے سب آکھوں، سلطان کہوں

چھے سوہنہ سانوں ڈھول سائیں

چھے مسٹھڑا صاحب جان کھوں

تراذ کر سجا کر ہونٹوں پر

میں لوں اپنے لب چوم پیا

ٹواز لوں سے مندوں پیا

سکھ چین بھی تو آرام بھی تو

دن رات بھی صبح و شام بھی تو

رحمن بھی تو اور رام بھی تو

ہر سجدہ، ورد، قیام بھی تو

خود میخان، خود جام بھی تو

تو قائم اور مدام بھی تو

جذبات میں اک کہرام بھی تو

دیوانوں کا ہر کام بھی تو

ہر ذات بھی تو، ہر نام بھی تو

ہر منزل تو، ہر گام بھی تو

اک تجھ بن ہر شے فانی ہے

ہر پہل بھی تو، انجمام بھی تو

تری ذات اجلاڑھوں سائیں

تری جگ کے اندر دھوم پیا

ٹوازلوں سے مندوں مپیا

پُر درد بھی میں، بیمار بھی میں

اک دکھلوں کا انبار بھی میں

بے جان بھی میں، بے کار بھی میں

ہر کھیل کی سایاں ہار بھی میں

اک پاپی، او گنہار بھی میں

کروں ایک خطہ ہر بار بھی میں

اک جرم بھر اکھسار بھی میں

اور سولی، تختہ دار بھی میں

ہوں دکھ کی چنج پکار بھی میں

اس دنیا سے بیزار بھی میں

کرے تجھ بن کون مسیحائی؟

تجھ بن سایاں لا چار بھی میں

تری ایک نظر اٹھ جانے سے

مرا جاگ اٹھے مقصوم بیبا

ٿوازلوں سے مندوں پیا



ٿو میر اسانوں ڏھول پیا

ٿو میر اسانوں ڏھول پیا

کبھی بول ٿو مسٹھڑے بول پیا

ذراد ھیرے سے لب کھول پیا

یوں مول نہ کرمت تول پیا

مری جندری کومت روں پیا

بس کانوں میں رُس گھول پیا

کبھی آنکھیں ساون بھادوں ہیں

کبھی سانسوں میں ویرانی ہے

”میں لوٹ کے پھر نہیں آؤں گا“

تو ایسے تومت بول پیا

ہمیں پیار کرو، پیار کرو

جو جی میں آئے یار کرو

احسان یہ اب کی بار کرو

تبديل کر دا حول پیا

کوئی سچ بھی نہ تیر امانے گا

اپنانہ کوئی پہچانے گا

کوئی تو لے گا کوئی چھانے گا

تو جو جی چاہے بول پیا

کیوں آس لگتا رہتا ہے

کیوں پیاس جگتا رہتا ہے

کبھی ہم بھی دیکھیں روپ ترا

کبھی بند دروازے کھول پیا

زین آس کی باتیں کرتا ہے

کیوں ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے

نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

مت بند اشکوں کے کھول پیا

تو میر اسانوں ڈھول پیا

کبھی بول تو مسٹھڑے بول پیا



ٹو میر اسانوں ڈھول پیا

تری یاد میں کاٹوں رین پیا

گئی نیند، گیا سکھ چین پیا

تری ایک جھلک تک لینے کو

مرے ترس گئے دونین پیا

میں خواب نگر کے پار گئی

اک بار نہیں ہر بار گئی

میں رورو جیون ہار گئی

مجھے تیری جدائی مار گئی

ہر سمت خموشی طاری ہے

اور ہجر بھی ہر سو جاری ہے

ہر رات ترے بن بھاری ہے

اب جندڑی تجھ پر دواری ہے

مجھے درد ملے انمول پیا

میں ہستی بیٹھی روں پیا

کبھی میرے دکھ سکھ پھول پیا

ٹو میر اس انوں ڈھول پیا



یہ کسی تیری پریت پیا

یہ کسی تیری پریت پیا

تو دھڑکن کا سنگیت پیا

ترے رسم روان عجیب بہت

ہوا در درد کیھ نصیب بہت

ترا بھر جو مجھ میں آن بسا

ترے ہو گئی یار! قریب بہت

مجھے ایسے لگ گئے روگ بُرے

میں جان گئی سب جوگ بُرے

آسانوں نگری پار چلیں

اس نگری کے سب لوگ بُرے

تچھے دیکھ لیا جب خواب اندر

میں آن چھنسی گرداب اندر

بن پلگی، جھلی، دیوانی

تچھے ڈھونڈوں یار سراب اندر

ترے جب سے ہو گئے نین جدا

مرے دل سے ہو گیا جیں جدا

کیا ایک بدن میں دورو حیں

ہم جسموں کے مائین جدا

یہ ہے ازلوں سے ریت پیا

کب مل پائے من میت پیا

اب لوٹ آؤ نے من میں

کہیں وقت نہ جائے بیت پیا

یہ کیسی تیری پریت پیا

تو دھڑکن کا سنگیت پیا



تم سپنوں کی تعبیر پیا

مرے پیروں میں زنجیر پیا

اب نین بہاویں نیر پیا

اے شاہ مرے اب لوٹ آؤ

تم وارث، میں جاگیر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا

بے نام ہوئی، گم نام ہوئی

کیوں چاہت کا انجام ہوئی

مرا مان رہے، مجھے نام ملے

اک بار کرو تحریر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا

کب زاف کے نجاح سلیمانیں گے

کب نیناں تم سے انجھیں گے

کب تم ساوان میں آؤ گے

کب بد لے گی تقدیر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا

سب تیر جگر کے پار گئے

مجھے سیدے کھیڑے مار گئے

مرے راجھے آکر تھام بھی لو

اب گھاٹل ہو گئی ہیر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا

میں جل جل ہجر میں راکھ ہوئی

میں کندن ہو کر خاک ہوئی

اب درشن دو، آزاد کرو

اب بخشش و ہر تقصیر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا

کب زین اداسی بولے گی

کب بھید تمہارا کھو لے گی

کب دیپ بجھیں ان آنکھوں کے

تم مت کرنا تاخیر پیا

تم سپنوں کی تعبیر پیا



ہم بے بس، ہم مجبور پیا

مت ہم سے ہونا دُور پیا

ہم کرچی کرچی دل والے

ہم ہو گئے چکنا چور پیا

اب کون انداخت ہو بولے

اب کون بنے منصور پیا

جب نام تمہارا من یوں

ہم ہو جاویں مسرور پیا

اک بار ہمیں اپنا کہہ کر

تم کر دو ناں مغرور، پیا

ہمیں ناگ ڈسیں بے چینی کے

تم جب سے ہو ٹھجور پیا

ہم آخر تیری چاہت میں

ہو بلیٹھے ہیں محصور پیا

اس دل اندر تصویر تری

تر اچاروں جانب نور پیا

اک سچی پریت کے بندھن میں

ہمیں مر جانا منظور پیا



ٹن درد پیا، ہمدرد پیا

سب لوگ یہاں بے درد پیا

ہم آنکھیں بھی نہیں کھوں سکیں

یہاں ہر شو غم کی گرد پیا

یہ آنگن تجھ بن ٹونا ہے

ٹو میرے دل کا فرد پیا

میں تیرے بن بے جان بہت

مری تجھ بن سا نسیں سرد پیا



دیوانے ہیں مایوس یا

گیاخون پھوڑاپوس پیا

ہم شب بھر آہیں بھر بھر کے

تچھے کرتے ہیں محسوس پیا

وہ کیوں نکر جائیں دنیا کو

جو تجھ سے ہوں مانوس پیا

اب دیکھ رہے ہیں چھپ چھپ کر

ہمیں دردؤں کے جاسوس پیا

تجھ پھول کی چاہ میں پہنا ہے

اب کا نٹول کا ملبوس پیا



مرا چین پیا، مری جان پیا

مری جندڑی کا سلطان پیا

تری راہیں دیکھیں نین مرے

کبھی میرا بن مہمان پیا

مرا ہیرا، موئی، زیور تو

مرا یاقوتی مر جان پیا

مرا تیور تو، مرا کو مل تو

مرا بھیر و شد کلیان پیا

مرا نجن آقرب بس اک تو

مرا کعبہ، تھل، مکران پیا

مرا زین سمجھی تو، مرا مان بھی تو

مرا ڈھد، ذکر، وجد ان پیا



میں چاکر تیری ازلوں سے

تو فضل، خاص الخاصل پیا



مری تھم تھم جاوے سانس پیا

مری آنکھ کو ساون راس پیا

تجھے سن دل میں ہو ک اٹھ

ترالہجہ بہت اداں پیا

ترے پیر کی خاک بناؤ لوں

مرے تن پر جتنا ماس پیا

ٹو ظاہر بھی، ٹوباطن بھی

تر اہر جانب احساس پیا

تری گنگری کتنی دور سجن

مری جندری سخت اداں پیا

مجھے سارے درد قبول سجن

مجھے تیری ہستی راس پیا



ہم یں گے ہر دم نام ترا

ہمیں کچھ بھی بولیں لوگ پیا

ہمیں تیری خوشیوں کی خواہش

ہمیں ماریں تیرے سوگ پیا

ہم نگری نگری گھوم بھرے

ترے عشق کالے کر جوگ پیا

اک بار جو ہنس کر دیکھو تم

سب مت جائیں گے روگ پیا

لے تیرے ہر سو بھرے ہیں

ہم خوشبو جیسے لوگ پیا



مرے کھو جانے دو ہوش پیا

کچھ بولناں، خاموش پیا

مرے نین نہ رورو بجھ جاویں

تم مت ہوناڑو پوش پیا

مرے ساتھ جو ہو سو ہونے دے

تر اس میں نہیں کچھ دو ش پیا

کب درد کی شال اتارو گے؟

ہم کب ہوں گے نکھ پوش پیا

تری جب سے لاگ لگی تب سے

ہم بے شدھ، ہم بے ہوش پیا



اب صرف یہی معمول پیا

تری فکر کو دینا طول پیا

تری بات سکونِ قلب و جگر

ترے ذکر میں ہم مشغول پیا

کب حال ہمیں لکھ سمجھو گے

کب خط ہوں گے موصول پیا

مرا صبر، ریاضت، جہد سجن

مرا حاصل اور وصول پیا

مرے لفظوں میں تاثیر بہت

تران میں خاص نزول پیا

میں کتنا پھر دل مائی

ٹوکنا نازک پھول پیا

میں ہوں بیار اناؤں کا

مرے اپنے سخت اصول پیا

ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں

ٹوہے سانسوں کا طول پیا

ٹوسری گلابوں جیسا ہے

ترازین ہے صرف بول پیا



ُتو تو آیا جایا کر

دل تیر اور بارپیا

ہم بھی تیری چاہت میں

جیون بیٹھے ہارپیا



کبھی سامنے آ محبوب پیا

مجھے بس اک ُتو محبوب پیا

مری تجھ سے ہی پچان بنے

میں تجھ سے رہوں منسوب پیا

تو دل دنیا کا شاہ سجن

لگے سب تجھ بن معیوب پیا

تو جس دم نہیں ہٹاتا ہے

مراد جاتا ہے ڈوب پیا

میں ناقص، جھوٹا، بے مایہ

ٹوکا مل، سُچل، خوب پیا



تجھے کچھ بھی نہیں معلوم پیا

مرے اے بھولے معصوم پیا

بن لفظ، خیال، حسین، بندش

مری ذات میں تو منظوم پیا

سب تجھ بن فرض کفایہ ہے

بس تولازم ملزوم پیا

ترے پیروں میں ہم سیں دھریں

مت خود سے کر محروم پیا

کب درشن دان کرو گے تم

کب جاگے گا مقصوم پیا

ہم ازلوں سے بردے باندے

ٹوازلوں سے مندوں پیا



ترادل کے بیچ مقام پیا

تراسب سے اونچانام پیا

کوئی وصل عنايت کر ہم کو

کبھی ہجر کارنجام پیا

تری ذات بڑی، تری بات بڑی

میں بے وقت، بے نام پیا

مجھے تیری صورت دکھتی ہے

ہر ہر لمحہ، ہر گام پیا

کبھی میر احال سُنو آکر

مجھے مارنے دیں اوہاں پیا

کبھی ہم سے بھی دل کی پوچھو

کرو ہم سے آج کلام پیا

ہمیں زرد لگے ہر دن تجھ بن

ہمیں ڈستی ہے ہر شام پیا

مرا صاحب، سوہنا، سائیں تو

مرا گل، گُشنا، گلفام پیا

مرا بخت رسما، مرا دھن دولت

مرے رب کا ٹو انعام پیا

کبھی سینے ساتھ لگا لو ناں

ہمیں آ جاوے آ رام پیا



مری چھت پر بولے کا گ، پیا

تم آؤ تو جا گیں بھاگ پیا

یہ کیا ضد لے کر بیٹھ گئے

کوئی چھیڑ و میٹھا را گ پیا

تم جب سے بے ان آنکھوں میں

ہمیں ہجر کا دیکھئے ناگ پیا

تن را کھ کرے، من خاک کرے

جب بھڑکے عشق کی آگ پیا

ترے دربارن کی ملگتی کا

رہے قائم بھاگ سہاگ پیا

ہم نیند میں ایسے واصل ہوں

کبھی پھر نہیں پائیں جاگ پیا



رہو نفرت سے محروم پیا

ہمیں لگتے ہو مقصوم پیا

مرے اندر دیپ جلاتے ہیں

تری باتوں کے مفہوم پیا

تو نے ہاتھ میں جب سے ہاتھ رکھا

مرا جاگ اٹھا مقصوم پیا

تری باتیں ہیں یارا گنیاں

مرا من جاتا ہے جھوم پیا

ہم کتنی محبت کرتے ہیں

چھے کب ہو گا معلوم پیا



مرے ڈھو لے سچ سانول جی! ترا من بھاوے انداز پیا

! تری باتیں گڑ، گھنی، شنگری، تری آنکھیں فتنہ ساز پیا

! مری ہستی، نام سنوار دیا! مجھے دکھ کے پار اتار دیا

! مجھے تیری ذات سہارا ہے، مجھے تیری چاہ پہ ناز پیا

! میں پیار کروں، کوئی نظم کہوں، کچھ لوگ بُرے ہیں جلتے ہیں

! وہ من کی مستی کیا جانیں! مرا بس اک ٹوہر از پیا

اک ایسی نظم بھی کہنی ہے انجام نہ جس کا ممکن ہو

! ذرا میرے دھیان میں آ جاؤ، مجھے کرنا ہے آغاز پیا

! تری آگے سائیاں مرضی ہے! مری بس اتنی سی عرضی ہے

بھلے جگ کی ہرشے بھول چکوں، رہے قائمِ عشق نمازیا



ہم تجھے کرنپیں سکتے کبھی انکاریا

ٹوپکارے تو چلے آئیں سرداریا

کون اب تیرے سوادل کو تسلی دے گا

میرے صاحب اے مرے مونس و غنواریا

ان کے سائے میں بڑی دیر پڑا رہتا ہوں

دیں صد اجب بھی تری یاد کے اشجار پیا

اب تورو تی ہیں نقط خون کے آنسو آنکھیں

کر دیا ایسا ترے ہجر نے بیمار پیا

اپنی ہر شام لگے شام غریب ان جنمی

اپنا ہر عکس لگے ہم کو عزادار پیا

پوچھنا اُن سے کبھی، کیا ہے پلٹنا خالی

تجھ کو مل جائیں اگر تیرے طلبگار پیا

ساری دنیا ہی بھلے ہم سے خفا ہو جائے

تم سدار ہنا ہمارے ہی طرف دار پیا

زین ہر شام، تراہجبر مناتے دوران

ہو گیا آپ خفا خود سے کئی بار پیا



اے درد دل سے لبریز پیا

مرے سدر، دل آؤز پیا

مرے دکھ میں چین کے اے باعث

مرے پیتم، سکھ آمیز پیا

کھی تیری چھاؤں میں بیٹھوں

مرے سایہ ور، نوخیز پیا

کبھی کمزوروں کی ڈھال بنو

چلے غم کی آندھی تیز پیا

ترے نین سمندر جیسے ہیں

ترادل کتھازر خیز پیا

ہمیں تیرے رنگ میں جگ دیکھے

ہمیں رنگ دوناں، رنگ ریز پیا



اے من کے شہ، سرتاج پیا

ترامجھ پر داکم رانج پیا

ہمیں دید کی راتیں بخشوناں

ہمیں کروادو میرانج پیا

مرا تو ہی ایک طبیب سجن

مرا تو ہی ایک علاج پیا

مجھے تیر اساتھ گلابوں سا

مرا تجھ بدن تلخ مزانج پیا

مرا آنے والا وقت بھی ٹو

مرا تو ہی کل اور آج پیا



مجھے لے چل اپنے سنگ پیا

مری آنکھ میں تیرے رنگ پیا

تجھے چھین لیا اس دنیا نے

مری اس دنیا سے جنگ پیا

ترے نام کی مالا جپتا ہے

مرا تن من اک اک انگ پیا

اک بس اتنی سی خواہش ہے

مجھے رنگ میں اپنے رنگ پیا

اب مجھ کو ”میں“ سے ”تو“، کر دے

میں اپنے آپ سے تنگ پیا



عرضی

ترے دربارن کی معنگتی کا

رہے قائم بھاگ سہاگ پیا

سرکار سائیں! منجد حمار پڑے

بیمار نصیبوں فتح بڑے منجد حمار پڑے

سرکار سائیں! وہ من کی گوری کلمو نہیں! دربار، چزیلاں تھا۔

ان اڑے زخموں والے کو مل ہاتھوں میں

کچھ یاس کی کالی ٹوٹی چوڑیاں لائی تھی

جسے ان دو گھنائیں نمیوں کے سگ جینا بھی نہیں آتا تھا

! وہ سجنی دنیا مجھ آئی

! سنگھار گیو! سر کار سائیں

سب روپ سروپ اروپ ہوا

سانول کا پچھوڑا روح کے میچو پیچ بنادیو ار گیو!

! لو!!! لٹوی چوڑیاں جوڑ دیو!

! کوئی آس امید کی مہکارن کا گھر اہو

! کوئی پی کے نام کا لگن ہو! کوئی چوڑا ہو

جسے بانجھ کلائیاں پہن سہاگن ہو جاویں

! مر اروپا، جوبن ہار گیو!

! سر کار سائیں! سانول کا پچھوڑا مار گیو!

! مرے سینے درد غموں کے تیر اتار گیو!

! یہاں نصیبوں پیچ سنجام مخدھار گیو!

امجد حارثہ

سر کار سائیں! غنیوار سائیں! اک بار سائیں

سن و عرضی بس اک بار سائیں

مجھے بول دیو! مجھے کتنے دیپ جلانے ہیں

مجھے کہت کرت جھاڑو دینا ہے

میں لا کھ کروں جاروب کشی!

مجھے کتنا پانی بھرنا ہے

میں گنگا جل سے گا گریا بھر لاؤں گی

ترے در بار ان کی مائی چوم کے اجڑی ماندی زلفوں پیچ سجاوں گی

بج گھو موں گی

اے سچے سُجھے اجلے! اے دلدار سائیں

اوائل کی آیت پھونکو ناں! کچھ زلف کے گنجل بھی سلاجھیں

کبھی کرو تلاوت یوسف کی! مرے نیچے زیخاروتی ہے!

مجھے کبھی صُحْبٰ کا پاٹھ دسو! مر امکھڑا روشن ہو وے! بھاوے سانول کو

والعصر کو گلوسینے میں! مجھے گھائے نامنظور سائیں

اخلاصِ بسا در و روح اندر! مجھے اب ہر جائی ہونا ہے!

مجھے وصل دیو سر کار سائیں

مجھے ایک اکائی ہونا ہے!



سہیلی بوجھ پہیلی

وہ دریا پار اتر گئے، مرے سب موئی مر گئے

مری قسمت میں کھائی، اجل مکلا والائی

یہ میرا پناہ سا یہ، لگ کیوں آج پر ایا؟

چھپئی آج ہتھیلی، کہاں ہیں سارے بیلیں؟

سمیبلی بوجھ پیبلی

وہ ان آنکھوں میں حسرت، کسی دلہن کی میت

پیے ہیں زہر پیالے، فی اپنے بین نرالے

! مرا کیوں جیون گوڑا؟، تو خود ہی باندھے جوڑا

جمی گالوں پر کائی، مرا پر قیم ہر جائی

دنوں کی کالی باتیں، شبیوں میں زرد حولی

سمیبلی بوجھ پیبلی

سمندر دل والوں سے، قلندر دل والوں سے ابھننے والا روئے،

دلی ہیں جو قبروں میں، پرانی ان باتوں سے بہلنے والا روئے

قدم جب ڈر جاتے ہیں، تو رستے مر جاتے ہیں

ہمارے چار اشکوں سے، سمندر بھر جاتے ہیں

جو ”ہو“ کر بھی نہیں ہوتے، وہ کیونکر مر جاتے ہیں؟

کہاں رو نے بیٹھے ہو؟

نہیں ہو کر بھی پاگل، یہاں ”ہونے“ بیٹھے ہو؟

اٹھوا بگھر جاتے ہیں

خدا ہے ایک اکیلا، یہاں میں ایک اکیلا

وہاں ہے کون اکیلی؟

سمیبلی بوجھ پیبلی

یہی امروز کا نغمہ، فقط فرد اکا صدمہ

اگر من شاد نہ ہو تو؟، سکون آباد نہ ہو تو؟

اسے دیوار کہیں گے؟، اگر غنچوں نہ ہو تو

یہ دنیا رسموں والی، اداسی کرموں والی

نہایت جھوٹی کیوں ہے؟، حکایت قسموں والی؟

جدا ہو کر بھی اُن سے

جدائی راس ہی کیوں ہے؟

بہت بے حس ہو کر بھی

یہ اک احساس ہی کیوں ہے؟

جو کھیل آتا تھا اس کو

محبت کیوں نہیں کھیلی؟

سینیلی بوجھ پینیلی



ہیر راجھا

ہیر

! مرے سچے ! مرے لجپال راجھے

! ترا اونچار ہے اقبال راجھے

تر انوہ بیاں کرتی ہیں آنکھیں

! مرے بکھرے ہوئے ہیں بال راجھے

بڑی تیزابیت ہے آنسوؤں میں

یہ میرے نوچتی ہے گال راجھے!

کے سمجھاؤں میرا کون ہے تو؟

کے بتاؤں اپنا حال راجھے؟

ٹوپھر اس جنگ میں جیتا! سو مجھ کو

انہیم کا سمجھ لے مال، راجھے

نمی آنکھوں سے اب جاتی نہیں ہے

ادا سی چل گئی ہے چال راجھے

میں تیری نام لیوا ہوں، رہوں گی

! بھلے اترے بدن کی کھال را جھے

ہوں ماری نگاہیں نوچتی ہیں

! نگاہِ حمّ مجھ پر ڈال را جھے

نہیں ہے سبز اپنی سر زمیں اب

! ہمارے آسمان ہیں لال را جھے

میں کب تک پرورش کرتی رہوں گی؟

! یہ غم تو بھی تودل میں پال را جھے

لگائے گاترے بن کون آخر

!ہمارے درد سینے نال راجھے

ترادر بس مری خاطر بنائے

! نہیں ٹلتا! مجھے مت ٹال راجھے

تری قربت کا اک لمحہ بھی مجھ کو

! ہزاروں دن، ہزاروں سال راجھے

راجھا

تجھے کیسے بتائے حال ہیرے!

! تراسچا، ترا الجپال، ہیرے

کہا تھا! سب سے آنکھوں کو چھپانا

? سمجھی لے آئیں گے بھونچال! ہیرے

یہاں مفلوج ہیں ازہان! دیکھا؟

! یہاں سوچوں پہ ہے زنگال ہیرے

! مرے بارے کسے سمجھائے گی اب

انہ مجھ میں سر نپچ، ناتال ہیرے

میں اب شاید کبھی نہ جیت پاؤں

! مرا جھگڑا ہے میرے نال ہیرے

اداسی کب کسی کی ہو سکی ہے

اے آتے ہیں بُننے جال، ہیرے

ہمارے نام کا ہر شام ڈھلتے

! تری خیر میں ہوں! دیوالا! ہیرے

ہوس مارے تصوف لکھ رہے ہیں

! یہ کاذب ہیں! یہی دجال ہیرے

مرے صحر انہیں دیکھے ناٹونے؟

! نہیں دیکھے؟ مرے جنجال؟ ہیرے

غموں کی عمر بارے سوچنا کیا؟

! ٹواب شجرے نہیں کھگال! ہیرے

نہیں گنجائش اب دکھ بانٹنے کی

دلسوں کا بہت ہے کال ہیرے!

اسی میں اب کے ہے تیری بھلانی

! ہمارے درپہ مٹی ڈال ہیرے

مجھے لمحوں نے دی تھیں بد دعائیں

! مرے اجڑے ہوئے ہیں سال ہیرے



! اگر بینم شبِ ناگاں! مناں سلطانِ خوباب را

! اگر بینم شبِ ناگاں! مناں سلطانِ خوبیں را

! تو ان سے یہ کھوں گا! سیدِ اصلِ علیم! پیڑیں نہیں جاتیں

! جسے اس تن بدن کے ماس کا لقمه کھلایا

! اُس نے ثابت کر دیا آخر! پرایا ہے

! اگر بینم! مناں سلطانِ خوبیں را

! کھوں گا! سیدِ اصلِ علیم! اب آپ ہی حسنِ جسم ہیں

! سوائے آپ کے حسنِ معظم کے

! یہاں ہر حسنِ دھوکہ ہے

! کھوں گا! سیدِ اصلِ علیم! وہ شخص بھی معصوم ہے

! بھولا بہت ہے! وہ محبت کو سمجھ پایا نہیں

! یا پھر محبت ہی سمجھ پائی نہیں اس کو

! مگر وہ سرخ رو ڈھہرے

! کہوں گا! سید اصلی علیہ السلام! صدمہ سواں ہے

اسے کب تک ہر ارکھوں؟

! اسے رخصت کرو! ہوتا نہیں

! رکھوں تو رہتا بھی نہیں

! بس پوچھتا ہے! کب تک یوں سبز رہنا ہے

! کہوں گا! سید اصلی علیہ السلام! رشتوں کی سچائی بھی آخر جھوٹ ہی نکلی

! کوئی بھی روح کی تیار داری کو نہیں آیا

! کہوں گا! سید اصلی علیہ السلام! آواز رخی ہے

! جسے آواز دیتا ہوں اور ہی سنتا نہیں ہے

! بس وہی سنتا نہیں ہے

! سید اَصَّلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ! ڈاؤٹھی شکایت ہے

! بڑی ڈاؤٹھی شکایت ہے

! مجھے دنیا کے اک اک شخص سے ڈاؤٹھی شکایت ہے

! فلاں سے یہ! فلاں سے وہ

! فلاں نے یہ کہا ہے اور فلاں نے وہ کہا ہے

! جو کسی دشمن کو کہنا بھی نہیں جائز

! کہوں گا! سید اَصَّلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ! رونا نہیں رکتا

! ہوا ہے جو بھی حاصل! اُس کا ہی کھونا نہیں رکتا

! بڑے شکوئے ہیں! بنا لے ہیں!

! جنہیں اک ایک کر کے آپ ہی کو بس سنانا ہے

! بتانا ہے ! کہ دیکھیں ! وہ ہوا ! ہونا نہیں تھا جو

! مگر یہ سب وہ مجھ کو دیکھتے ہی جان جائیں گے)

! مجھے کچھ بھی نہیں کہنا پڑے گا

! کچھ نہیں کہنا ! میں کچھ بھی کہنا پاؤں گا

(! کہ ان کے سامنے یہ سب کا سب کہنا مرے نزدیک اک توہین ہے ان کی ساعت کی

! اگر بینم شبِ ناگاں ! مناں سلطانِ خوبیں را

! تو بس اتنا کروں میں بھی

! سرم درپائے وے آرم، فدا سازم دل و جان را



تم ہوتے کون ہو؟

تمہیں کیا حق؟

کہ تم میری محبت کو / عقیدیت کو / ارادت کو

بہت محدود سی فہم و فراست کے ترازوں میں

! دھڑا اور تول ڈالو

! اور اپنی مرضیوں کا مول ڈالو

! جو بھی / جیسا بھی تمہارے منہ میں آئے بول ڈالو

! میری چاہت روں ڈالو

! تم نہ جانے کیوں خود اپنی ہی ریاضت کو سُفل سمجھے

تمہیں کیا علم؟

میری آنکھ کے اک ایک آنسو میں

! تڑپ کے کتنے دریا ہیں

! مرادل کس طرح عربی شہنشہ کے بلاوے کو ترستا ہے

! مری یہ روح کیسے ایک عربی بادشاہ کے ہجر میں روئی / ترپتی ہے

تمہیں کیا حق کہ تم ان بے ادب آنکھوں سے مجھ میں جھانک کر دیکھو؟

! تمہیں تو فیصلہ کرنے کی عادت ہے

سو تم میری محبت کو / عقیدت کو / ارادت کو

! بھلے ہی ڈھونگ سمجھو

! اور مری نم آنکھ کو کچھ بھی نہیں سمجھو

تو میرا کیا؟

تمہارے کچھ سمجھنے نہ سمجھنے / ماننے نہ ماننے سے

! کچھ نہیں ہوتا

کوئی ماننے نہ مانے / کوئی جانے یا نہ جانے

! بس مجھے اتنا ہی کافی ہے

! مرے عربی شہنشہ جانتے ہیں

میری حالت بس،
مرے مرسل محمد ﷺ جانتے ہیں



چاند کی کھانی میں

آسمان تو ہو گا ہی

تم بھی کتنی پا گل ہو

*

شہر کی فضاؤں میں

! انقر گھونے والی

! بال مت کھلے رکھنا

*

! پانچ کی بہت پی

تیر اُن شکچا ہے

! اُک نماز رہتی ہے

*

عشق کے عقیدے میں

! ایک کی عبادت ہے

شرک کیوں کیا تم نے؟

☆

! درویش! میں خالی

درویشا! میں ہار گئی ہوں

دنیا کا میں میں اندر سے خالِ خالی

رورو تجھ کو پکار رہی ہوں، ہار گئی ہوں

پچھتاوے مجھے مار رہے ہیں ---

کیسا وقت گزار گئی ہوں

درویشا! کوئی ٹونا، ورد و ظفیہ کر

مجھے "م" کرے منظور، مجھے کوئی جاچ سکھا

مرا لوں لوں گھنگرو بن جاوے، مجھے ناج سکھا

مجھے ایسا ناج سکھا دے،

روح نماز قضانہ کر پاوے، من یار قضانہ کر پاوے

یہ کالی دنیا لا کھ کرے تدبیر، فقیر سے یار جدائہ کر پاوے

مرے درویشا! تجھے واسطہ تیرے نینوں کا

جہاں ”م“ نے ڈیر اڈا لایا ہے

ترے دھوڈھو پر پیوں

مجھ کو ان ”مازنگِ البصری“ نینوں کا بس اک جام پلا دے

میں اس دنیا ورگی کالی

اوے درویشا! میں اندر سے خالم خالی

انین سوالی

اوے میں ہاری تیرے در پر جیتنے آگئی

بھردے پیاسی روح کی پیالی

میرے خالی پن کو ”م“ کے رنگ سے بھردے

اوے درویشا! تو چمکیلا، روشن، پیارا، رنگ رنگیلا

دنیا کالی!!!! اور اک میں اندر سے خالی



مراحال سنوبابا!

بابا میں بہت ماندی

مراۓ عیب ڈھکو بابا! مری سمت تکو بابا! مراحال سنوبابا

دیکھو مری حالت پر ہر شام ہنسی بابا

مراۓ شام سلو نے دیکھا بھی نہیں مر کر

بابا میں بہت روئی

میں نے عشق کا نام لیا

مجھے شہر کے لوگوں نے، جن نظروں سے دیکھا تھا

اناپاک اذیت تھی! ہر آنکھ قیامت تھی

میں دیکھنہ پائی تھی، بابا میں کہوں کیسے؟؟؟

انیلام ہوئے جذبے! مجھے بیچ گئی دنیا

، اور یاؤں سے مَن والی

! میں بی کی پھبن والی !، تھی کا نج کے تن والی

! بابا میں بہت ٹوٹی !، کوئی جوڑ نے نہیں آیا

! مرے جل جل نین بُجھے ! کوئی دیکھنے نہیں آیا

! مری آس امید ڈھلی ! کوئی پوچھنے نہیں آیا

راہوں کے سرابوں نے مرے پیر جلاڈا لے

راتوں کے عذابوں نے مرے خواب مٹاڈا لے

مری روح میں پریتم نے جودیپ جلائے تھے

بے درد پھوڑے نے سب دیپ بھلاڈا لے

بابا میں کہاں جاتی ؟، آواز کسے دیتی ؟

! سب دیکھ کے ہنتے تھے

! میں گرتی رہی بابا !، کوئی تھامنے نہیں آیا

! بابا ! میں بہت ترڑپی

جس جس کے بھی ہاتھ آئی

اُس اُس نے بہت کھیلا! پھر توڑ دیا بابا

مچھے چھوڑ دیا بابا!

جس جس منزل پکنی

اُس ہر اک منزل نے مچھے درد کی راہوں پر

پھر موڑ دیا بابا!

بابا! میں سدا ا جڑی

اک خواب جو تکنا تھا! وہی خواب نہیں آیا

بابا مری قسمت میں، راتیں ہی فقط آئیں

مہتاب نہیں آیا

مرے نین بنے ساون! برسات نہ ٹھم پائی

اسیلا ب نہیں آیا

میں رُل گئی گلیوں میں، میں مل گئی مٹیوں میں
میں گھوم پھری در در! میں گھر سے ہوئی بے گھر
مجھے جو گ نہیں آئے!

جدبات مرے میرے! حالات مرے میرے
اوقات مری میری! ہربات مری میری
مرے بخت ڈھلنے بابا! گل ذات مری میری
جدباب بھی بے کفی! حالات بھی بے کفی
اوقات بھی بے کفی! رہی ذات بھی بے کفی

کسی ایک بھی میت پر! پل دوپل رونے کو
کہیں لوگ نہیں آئے! کوئی سوگ نہیں آئے

تہا میں کے روئی؟، بابا میں کے روئی؟؟

میں ہار گئی پا با!

میں پاپ بھری با با!

مرے ہاتھ جڑے دیکھو!

تم لاؤ لے پیارے ہو! عثمان حارونی کے

تم آل ہوزہ را کی!

حسنین کے صدقے میں اک سبز دعا بھیجو!

ہر عیب مٹے میرا!، ہر پاپ دھلے میرا!

اس بار دوا بھیجو!

اجمیر لبے بابا!، اجمیر لبے بابا!

بابا میں بہت ماندی

لیکن ہوں تری باندی

مری سمت تکو بابا!

مراحال سنوبابا!



اک آس ہے من میں مدت سے

! اک آس ہے من میں مدت سے

! رُخ یار کارو ش روح کرے

! کوئی ایسا وصل وصال ملے

! کہیں جس کا ممکن انت نہ ہو

! مرا یار نرالا ہے سائیں

! اسے لفظ بنانے نہیں آتے! چُپ رہنے والا ہے سائیں

! مجھے اس کاملی دنیا اندر! وہی ایک اجالا ہے! سائیں

! اسے رات کو جگنا آتا نہیں! پر جگتا ہے

! اس ٹھگنے کو ٹھگنا آتا نہیں! پر ٹھگتا ہے

! مرے اُس سوہنے کے گجرول کی

! مرے اُس ڈھولے کی چوڑپوں کی

! رہے خیر سائیں

! مجھے اُس کا وصل وصال ملے ! مرے حال سے جس کا حال ملے

! ہوا بیسا عشق نصیب ہمیں ! نہ جس کی مثل مثال ملے

! سنو ! اے پیروں کے پیر سائیں

! اُسے عشق نے گھائل کر ڈالا ! نہیں اُس کی کوئی تقصیر سائیں

! وہ ہے نادان ! ذہین سائیں

! مرے حضرت شاہ معین سائیں

! مر اتجھ پر ٹھیٹھ یقین ! سائیں

! یہی آس امید ہری کر دو ! مجھے بھر سے آج بڑی کر دو

! مجھے اُس کا وصل وصال ملے

! مری اُس سے جڑی تسلکین ! سائیں

میں عاجز! میں مسکین! سائیں!

میرا عشق ہی میرا منہب ہے!

میرا یار ہے میرا دین سائیں!

اک آس ہے من میں مدت سے!



آزار ہے سردارا

آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا!

دل یار کے بھراں میں بیار ہے سردارا!

! جلتے ہیں سدا دیوے ان عشق شہیدوں کے

! افسانے سنائیں کیا؟ مر حوم امیدوں کے

! یہاں بین محبت کے عنتاہی نہیں کوئی

! دواشک جو بہہ نکلیں! عنتاہی نہیں کوئی

! چاہت کی دھنوں پر سر! دھنناہی نہیں کوئی

! یہاں لفظ سکوں والے! عنتاہی نہیں کوئی

! یہاں آج بھی بس اک ٹو! غمخوار ہے سردارا

! آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا

! اُسے یاد نہ ہوں گے ہم! ہمیں یاد جو آتی تھی

! سب لوگ اٹھاتے تھے! وہ پاس بھاتی تھی

! بھیگے ہوئے لجھ میں! آواز لگاتی تھی

! سب چھوڑ کے آتے تھے! وہ جب بھی بلا تی تھی

! جب جی گھبر اتا تھا! ہاتھوں کو اٹھاتی تھی

! پکی تھی نمازوں کی! آیات سناتی تھی

! سر ڈھک کے اذاں سُنتی! پکوں کو جھکاتی تھی

! تھی ختم حیا اس پر! آنکھیں نہ اٹھاتی تھی

! بس نین ملے اُس سے! آنکھیں نہ ملاتی تھی

! اسے علم تھا دوری نے! اک روز تو آنا ہے

! خوشیوں کا سبق دے کر! روتی تھی! الاتی تھی

! دل اُس کے بھی صدموں سے دوچار ہے سردارا

! آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا

! ہم لوگ تھے شیدائی! صدمات لکھلاتے

! بے حال زمانے کے! حالات لکھلاتے

! جوبات زبانی تھی! وہ بات لکھلاتے

! اک جیت کی خواہش میں ! ہر رات لکھا لائے

! آنکھوں کے مقدر میں ! برسات لکھا لائے

! الفاظ نہ تھے پھر بھی ! جذبات لکھا لائے

! یہاں دن کی ضرورت تھی ! ہم رات لکھا لائے

! اک ذات پر ائی تھی ! جو بس ہر جائی تھی

! ہم سیاہ نصیبوں میں ! وہ ذات لکھا لائے

! پھر اس پر ستم یہ ہے ! مجبور ہیں ہم اور اک

! بھرپور یزیدوں سے ! سنوار ہے سردارا

! آزار ہے سردارا ! آزار ہے سردارا

خاموش کھڑا ہے جو ! لینی ہے دعا اُس سے

! اپنا بھی گلہ ہم نے ، کرنا ہے سدا اُس سے

یہ جان پکے ہیں ہم! ملتی ہے سزا اُس سے

مشہور جفا اُس کی! اکرنی ہے وفا اُس سے

ہو کر بھی نہیں دیکھا! اک بار خفا اُس سے

سب اُس کو سنا نا تھا! پچھ بھی نہ کہا اُس سے

وہ دور سے آیا تھا! کہتے بھی تو کیا اُس سے

مل جائے بھی تو اک دن، ہونا ہے جدا اُس سے

! یہی سوچ کے دل جگ سے، بیزار ہے سردارا

! آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا

دونوں ہی نہ تھے لیکن، لگتے تھے طبیعت کے

پچھ بھول گئے سارے، اندراز محبت کے

بھر بھول گئے سارے، اندراز محبت کے

سینے پر ہی کھائے ہیں، سب تیر بغاوت کے

سینے سے لگائے ہیں، کچھ زخم عبادت کے

غم عشق کے مذہب کے، دکھ غم کی شریعت کے

! یہ جسم تو مٹی ہیں، مٹا ہے انہیں اک دن

! یہ مل بھی گئے تو کیا؟ یہ صرف خسارہ ہے

اُسے کون مٹائے گا؟ اُسے کون گراۓ گا؟

جو بیچ میں روحوں کے، دیوار ہے سردارا

! آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا

! اک لاڈی خوشبو کی! جسے جگ کا پتہ کوئی نہیں

! ہمیں علم ہے اُس جیسی! کر سکتا وفا کوئی نہیں

اُس راج دلاری سا! ہمیں جگ میں ملا کوئی نہیں

! ایمان اٹل اُس پر! ہو سکتی خفا کوئی نہیں

ہم دونوں کے ملنے سے! ان پھولوں کے کھلنے سے

کیوں پھر بھی نصیبوں کو! انکار ہے سردارا؟

آزار ہے سردارا! آزار ہے سردارا!



خود کلامی

حق انا الحق ہو۔۔۔۔۔

عشق اسرار ہے عشق وہ بھید ہے

جس کو گلیوں میں سنگسار ہونے کی دھن ہے

وہ آنکھیں ہنر جانتی ہیں، مقدر کاسار اسفر جانتی ہیں

ان آنکھوں کے مجدوب الفاظ کی کائناتوں سے باہر کہیں سوز و مسٹی کی ترقیم کرنے میں گم

ہیں--

یہ تم کس گلی میں چلے آئے ہوزین؟

کیا تم نے منصور کا حال دیکھا نہیں؟

اُن کے بارے میں تم سے کوئی پوچھ لے تو کہو کیا کہو گے؟

وہ کہانی نہیں! وہ فسانہ نہیں!

کوئی پوچھے تو تم نے بتانا نہیں!

جانے منصور کو کیوں لگا کہ چھپا نہیں

تم نے حیرانیوں کے قصیدے نہ لکھنے سے کیا پالیا؟

ہاں اُن آنکھوں سے حیرت پکلتی نہیں ہے تو لکھو گے کیا؟

کب تک تم وفاوں کی سب سوکنوں سے وفاوں کی باتیں کرو گے؟

کہوان دعاوں کا کیا جن کی دلیز پر چند بے جان الفاظ بکھرے پڑے ہیں جنھیں کوئی چنان
نہیں!

لحن غربت سے نکلے ہوئے ایسے گیتوں کا کیا جن کو

اب کوئی سنا نہیں۔۔

اس زمانے کو بس رنگ و روغن ہی درکار ہے

قاعدوں اور اصولوں کی قبروں کی مٹی سے کب تک تمم کرو گے۔۔

مرے زین تم نے یہ قسطوں پر غم کیوں خریدے

کہوا بکھاں تک بھلاں کی قسطیں بھرو گے۔۔۔۔۔

جس گلی میں چلے آئے ہوزین

اس میں تو نگر بھی تم ہو گد اگر بھی تم

غائبانہ و حاضر بھی تم اور ناظر بھی تم

حرفِ اول بھی تم اور آخر بھی تم

اس گلی میں کوئی بھی نہیں ہے

یہاں خود ہی خارج بھی تم اور داخل بھی تم

اس میں پاگل بھی تم اور عاقل بھی تم

حق بھی تم اور باطل بھی تم

تم سمندر بھی ہو اور ساحل بھی تم

تم ہی مقتول ہو اور قاتل بھی تم

اور تم کون ہو؟؟؟

! تم کوئی بھی نہیں، تم تو کچھ بھی نہیں

اور اگر کچھ نہیں ہو تو پھر کون ہے؟

! یہ ان آنکھوں کے مستوں سے پوچھو تو تم کو بتائیں کہ کیوں نکر بنا نہیں

اور منصور کو کیوں لگا کہ چھپانا نہیں۔۔۔۔۔



جن صحبوں میں تیر انور نہیں

جن صحبوں میں تیر انور نہیں

مر ار بٹھی کیا ان صحبوں سے

مری تجھ سے راتیں روشن ہیں

مری صحیں کالی رہنے دے

انہیں یونہی چمکنے دے دنیا

مری پلکوں پر مرے گالوں پر

یہ ان کی یاد کے آنسو ہیں

مت آکے دلا سے دے مجھ کو

مری آنکھ میں لالی رہنے دے

مرے ازلوں سے مخدوم یا

مرے اے لازم ملزم پیا

تری سرد نگاہیں کافی ہیں

مجھے تیری پناہیں کافی ہیں

مجھے بیچنہ در پر غیر وں کے

مجھے اپنا سوال رہنے دے

میں تیرا ہوں اور تو میرا

مرے خواب خیال کی دنیا میں

اسی ایک خیال میں جینے دے

مجھے بس اس حال میں جینے دے

اب کھول نہ باب حقیقت کے

مری خام خیال رہنے دے



بولیاں

یہاں لوگ ہیں خدا بن بیٹھے

اللہ مجھے آپ مانا

*

کوئی سمجھنے دل والی باتیں

نبی جی میری آپ سنیے

*

وہ جو رکھتا ہے ڈھانپ کے آنکھیں

اسی کے آنسو لے ڈوبے

*

جسے بھر سمجھ نہیں آیا

دیوار میں اُسے کیا کہتیں؟

*

سب یاروں نے ہی قسم ہے کھائی

کسی نے نہیں سکھ دینا

*

ترے گبروں کے ٹੁن ٹੁن چرپے

چوریوں کے دل بُجھ گئے

*

اُس باپ کی لاڈلی کے آنسو

تینی! تجھے آگ لگ جائے

*

کوئی پوچھ لے گا میرے بارے تم سے

ادا سی والے شعر نہ پڑھو

*

تیری دیکھ کے روئی ہوئی آنکھیں

سکھ کے چرانغ بجھ لگے

*

چلو کہنا تو بتا ہے میرا

ہمیشہ مجھے پادر کھنا



سامیاں! دیکھ رہے ہو ناں تم؟

سامیاں! دیکھ رہے ہو ناں تم؟

ہم نے کتنے بھیں بدل کر راہ بدلنے کی کوشش کی

ہم پھر بھی ناکام رہے ہیں، دکھنے ہم کوڈھونڈ لیا ہے

بھولی بسری یادوں کو بھی، تکیے کی اک شکل میں لا کر

سینے ساتھ لگالینے سے، پل بھر دل بھلا لینے سے

من کی پیاس نہیں مٹتی ناں!، سامیاں رات نہیں کٹتی ناں!

ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے، کتنے زیادہ دکھتے جن کا

قتل عام کیا چون چُن کر

پھر ان کی لاشوں کو سائیاں، دور بہت ہی دور کہیں پر

چینک کے آگ لگا آئے ہیں

پھر بھی اپنے دل آنگن سے، غم کی بھیر نہیں جاتی ہے

سائیاں پڑ نہیں جاتی ہے



تجھے عید مبارک ڈھول سجن

ڈھول سجن! مت بول سجن،

یہ مندے مندے بول سجن

صدیوں سے روایت ہے یارا، قربان تو کراب ”میں“ یارا

بس رنگ بکھیر محبت کے، اے سو بنے مٹھڑے یار سجن!

آگ سینے اک بار سجن، سب مٹ جاویں آزار سجن

یہ پریم کی گاٹھیں کھول سجن

مت ایسے جنڈڑی روں سجن

آچھوڑ کے آج اور کل، بیٹھیں، آمل کر پل دوپل بیٹھیں

ہم اک دوچے کی دید کریں، ہم عید کریں ہم عید کریں

اب کرباتیں انمول سجن، تو آج لبوں کو کھول سجن

اب عید مبارک بول سجن

تجھے عید مبارک ڈھول سجن



ہم سے روٹھ گیا

سانوں بھولا بھالا مٹھڑا

ہم سے روٹھ گیا

پریت اولڑی ظلم نہ چھوڑے

من میں آگ لگائے

ہر لمحہ تڑپائے بیرن سانسوں کو سالگائے

جیون روتا جائے ۔ ۔ ۔

بھول گئی معصوم سی کوئل کو مل تیور شر

رو رو بین کرے اور دیکھے

اُجڑا اُجڑا گھر

کون ستمزاد آیا

گھر کوئل کالوٹ گیا

سانوں بھولا بھالا مٹھڑا

ہم سے روٹھ گیا



دکھ آسان ہوا

دکھ آسان ہوا مگن موہن، دکھ آسان ہوا۔۔۔

شکھ کی پیر سہی نہ جاوے، ہر ہر سانس و بال

خون رستے زخمی خوابوں سے، رو رو اکھیاں لال

جبون شکھ کاراگ الائپے، بے شر اور بے تال

اک مسکان کے بد لے پاویں، سوسور نج ملال

اس پر تیری یادیں ہم سے، سوسو کریں سوال

چاہ، پریم کے ہر سودے میں بھی نقصان ہوا مگن موہن

دکھ آسان ہوا ہم کو

اب دکھ آسان ہوا۔



نینوں پر کیا زور؟

نینوں کی توبات ہی چھوڑو

نینوں پر کیا زور؟

جس دم نیناں لڑ جاویں

پھر کچھ نادیکھیں اور

سب کچھ گھائیں کرڈالیں یہ

دل کر دیں کمزور

نینوں پر کیا زور پیا ان

نینوں پر کیا زور؟؟؟



پریتم ہم سے دور نی مائے

نی مائے ہم رو گوں والے

دل ہاتھوں مجبور

یار کی دید کی آس میں جل جل

بن بیٹھے ہیں طور

راہ دکھنے پر یہم نگر کی

سب آنکھیں بے نور

جتنا پاس ہوا ہے پریتم

ہم سے اتنا دور

ایک نگاہ کرے پریتم کی

درد سبھی کافور

لیکن پر یتم دور نی ماے

پر یتم ہم سے دور

نی ماے ہم رو گوں والے

دل ہاتھوں مجبور



چند اجی

کچھ تو بولو چند اجی

تم کیوں اتنے چپ چاپ

کالی رات میں تنہائیٹھے

تاروں سے کیا یہر؟

اڑی اڑی صورت بھی

اور آنکھیں بہت اُداس

ترٹ پے تمہارے ہجر میں کیوں کنر

پاگل ایک چکور

تم نے اس سے جانے رکھا

کیسا میل ملا پ

کچھ تو بولو پہنچا جی

تم کیوں اتنے چپ چاپ



مارنہ مجھ کو مائے

مارنہ مجھ کو مائے

میری را بخجن سنگ پریت

بول نہ مندے بول

براہر سکھ راجھن کے ساتھ

پھیلی میرے نینوں میں

بن راجھن کالی رات

راجھن کو سوں دور

یہ نیناں روئیں زار قطار

مارنے مجھ کو مائے

میری آنکھوں میں برسات



سن بارش میرا حال کبھی

سن بارش میرا حال کبھی مرے نیناں ہو گئے ابر

سن بادل کے دربار کبھی مرے اندر ہے بر سات

سن بارش بارش دل والے مری جل تحل جل تحل ذات

سن بارش کی بے چین نبی مرے نیناں ہو گئے دشت

سن بارش کی ناراض ہوا کبھی میرے اندر چل

سن بارش میں مُہجور پیاسا اک بار دکھادے کھے

سن بارش کے او تار، مجھے اک بار ملا سانول



جس دن کے سماجن بُچھڑے ہیں

جس دن کے تم گئے ہو

اپنے ہی آپ کا میں انکار ہو گیا ہوں

اک ضبط ہی کا چہرہ یوں دیکھ کر مسلسل بیزار ہو گیا ہوں

آجا مرے مسیحاء، مدت گزر گئی ہے

بے درد ہے جدائی، بے ربط ہے اداسی

بیمار ہو گیا ہوں

جس دن کے تم گئے ہو



کون ملاوے یار پر یتیم بولے نہ

کون ملاوے یار پر یتیم بولے نہ

کون لگاؤے پار پر یتیم بولے نہ

من میں یار کی آس کہ جیون روتا ہے

ہجرنہ آوے راس کہ جیون روتا ہے

آجائیں رے پاس کہ جیون روتا ہے

بکھر گیا سنگھار پر یتم بولے نہ

کون ملاوے یار پر یتم بولے نہ

ہر لمحہ بے چین جدائی مارے وے

کب اکھیوں کو چین جدائی مارے وے

کیسے بیتے رین جدائی مارے وے

آن ملے آزار پر یتم بولے نہ

کون ملاوے یار پر یتم بولے نہ

جان پہ بن بن آئے بچھوڑا عمر وں کا

من مندر سلگاۓ پچھوڑا عمر وں کا

روح تک ڈس جائے پچھوڑا عمر وں کا

ٹوٹے دل کے تار پر یتم بولے نہ

کون ملاوے یار پر یتم بولے نہ

سو کھے من کے رکھ پیا بے چین ہوئے

دکھے نہ پی کا مکھ پیا بے چین ہوئے

کہیں ملے نہ سکھ پیا بے چین ہوئے

زین گئے ہم ہار پر یتم بولے نہ

کون ملاوے یار پر یتم بولے نہ



سن دردا

اے دردا

سن پاگل دردا

نین مرے مت چھیڑ

یہ روئیں زار وزار

سن دردا

مرے گھائیں دردا

روح سے یوں مت مل

ٹومان جنوں کی بات

چل دردا

چل یہاں سے چل

یہاں چہروں پر سو بھیں

یہ بے درد و دل کا دلیں

چل دردا

چل وہاں چلیں

جہاں گھری رات سی زلف

جہاں چند اجیسے مکھ

آدردا

ترے بال سنواروں

جبیون بھی دلوں وار

تختے کروں میں اتنا پیار

چل دردا

چل وہاں چلیں

جہاں نیناں پائیں سکھ

میں بانٹوں تیرا دکھ

اے دردا

مرے اپنے دردا

رکھ لے ہمارا مان

ٹوبات ہماری مان



بول ری کوئل

میٹھی بولی بول ری کوئل

میٹھی بولی بول

کھو گئی پریم کے سب باغوں سے

اک پریم کی بس

ہجر نہ آوے راس

رگ اندر شور

پیامن کی آس

آری کوئل پُجوری ڈالوں

آن اپنے پرتوں

نام پیا کا بول

سازِ محبت چھیڑ

رس کانوں میں گھول

آن تو کھل کر بول ری کوئل

آج تو کھل کر بول

میٹھی بولی بول ری کو مک

میٹھی بولی بول



سائیں ہمیں ڈال امن کی خیر

وے سائیں ہم لوگ محبت والے،

سائیں ہمیں درد ملے انمول

وے سائیں اب عمر میں بیت نہ جاویں،

سائیں کہیں لے کر عشق کا جو گ

وے سائیں ہمیں کافی رات کا صدمہ،

سائیں ہمیں آئے نہ اک پل چین

وے سائیں اب نیاں رو رو ہارے،

سائیں کرے روز ادا سی بین

وے سائیں کیوں سونا دل کا آنگن،

سائیں کسی روز قدم رکھ، آ

وے سائیں ہم اجڑے اجڑے موسم،

سائیں کبھی آکر ہمیں بسا۔۔۔

وے کر کبھی سکھ کی بھی برسات،

وے سائیں کبھی بن کر بادل آ۔۔۔

کبھی دل کا شہر بسا،

وے سائیں ہمیں آئے نہ اک پل چین۔۔۔



سائیاں وے

سائیاں وے

یہ کالی راتیں

کیوں ڈسنے پ آ جاتی ہیں؟

سائیاں وے

اب پگڑنڈی پر

تھاچلنا کیوں پڑتا ہے؟

سائیاں وے

کچھ سپنے کیونکر

نیناں زخمی کر دیتے ہیں؟

سائیاں وے

کالے بختوں میں

کیا کچھ اچھا بھی لکھا ہے؟

سائیاں وے

یہ خون جگر میں

پی کر کیوں سیراب نہیں ہوں؟

سائیاں وے

اک بار بتا دے

کیا وہ لوٹ کے آجائے گا؟

سائیاں وے

دل اجری نگری

کیا آباد نہیں ہو سکتی؟

سائیاں وے

تو چپ چپ کیوں ہے؟

کیوں تو مجھ سے روٹھ گیا ہے؟

سائیاں وے

اے بھاگوں والے

کیوں میں اتنا لٹ گیا ہوں؟

سائیاں وے

لب کھول خدارا

کیوں دل اتناٹوٹ گیا ہے؟



مرا ساجن پچھڑا محماں

مرا ساجن پچھڑا محماں

مرے آنسو بیچ قطار

مری نیندیں بہہ گئیں آنکھ سے

مرے سپنے زاروزار

مجھے غم کے تھل سب کھا گئے

مجھے چاٹے دکھ کی ریت

مری روح بھی ایسی بانجھ ہوئی

مرے من کے اجرے کھیت

مرے دن کے سوگ عجیب سے

مری رات کے اپنے بین

میں رو رو برا کاٹتی

مرے نینہ پائیں چین

مری پو جامِ لگئی خاک میں

مری عرضی نام منظور

پھر کیونکر جل جل را کھ ہوں

جب مو سی نامیں طور

مجھے ماریں پھول گلاب کے

مرے نینال چجھ گئے خار

مرا ساجن پچڑا محروم

مرے آنسو نیچ قطار

اک سچ کی رنگت اڑ گئی

جب بیٹھا من بن جھوٹ

کیا منتر پھونکا ہجرنے

ہر مشکل ہوئی اٹوٹ

اک سینے میں اک سانس تھی

اب سانس میں ہے ہلچل

کوئی آکر درد کو بو گیا

مرے چل گیا سینے ہل

اک درد ہوا کی اوٹ میں

مرے آکر چوئے گال

مرا خون بچھوڑا پی گیا

مری پھر بھی آنکھیں لال

مرا پریتم جھولی ڈال دے

ترے آن پڑی دربار

مرا ساجن پچھڑا محماں

مرے آنسو نیچ قطار



لال گلابی گال سجن کے

حسنِ بجسم ماشاء اللہ

اور تکلم سجان اللہ

کالی آنکھیں جادو ٹونا

بھی زلفیں، جاں سجن کے

لال گلابی گال سجن کے

پلکیں ہیں پتوار سجن کی

زلفیں بھی خمار سجن کی

پل میں کیسے ہو جاتے ہیں

تیور بھی بے حال سجن کے

لال گلابی گال سجن کے

اتری رنگت آگ لگائے

شب بھر جائیں نیند نہ آئے

آخر ہم کو لے ڈو بیں گے

سامیاں رنج ملاں سجن کے

لال گلابی گال سجن کے

آن پڑی مجبوری ہیرے

آگئی یہ رن دوری ہیرے

تیرے لب پر رنجھن رانجھن

دل میں یہ بچوں چال سجن کے

لال گلابی گال سجن کے



کرنیوں سے بات سجن

بیت چلی ہے رات سجن

دے ہاتھوں میں ہاتھ سجن

تو ہی ہے سنگھار مر ا

تو ہی میری ذات سجن

کرنیوں سے بات سجن

پر یم نگر میں جا بیٹھی

اپنا آپ بھلا بیٹھی

تچھ سے اکھیاں پھیر دل میں

کیا میری اوقات سجن

کرنیوں سے بات سجن

خواب نگر میں کھوئی تھی

رات ترے بن روئی تھی

درد بھری ان آنکھوں سے

جاری ہے برسات سجن

کرنیوں سے بات سجن

مارگئی ہے تیری چپ

ایک گھورا ندھیری چپ

کیا تیری اور میری چپ

خاموشی کومات سجن

کرنیوں سے بات سجن

جیون ایک اداسی ہے

روح ترے بن پیاسی ہے

آنکھیں بخوبی بخوبی ہیں

شونی شونی رات سجن

کرنیوں سے بات سجن

زین محبت بہت گئی

آن ادا سی جیت گئی

تیرے بعد بھی رہتی ہے

ہر سوتیری ذات سجن

کرنیوں سے بات سجن



اللہ جان

پھرتے ہیں دیوانے لے کر لب پر یہی سوال

اللہ جان! محبت بھیجیں! اس نگری میں کال

اللہ جان! یہ کیسی نگری، ہر شودر دھوائیں

رگ رگ اندر شور چاویں، دل کا درد بڑھائیں

اللہ جان! دریدہ سوچیں لینے دیں نہ چین

بے چینی کی میخیں گڑ کئیں سانسوں کے ماہین

اللہ جان! ہمارا پریتم مدت سے مجبور

اکھیاں تر سیں دیکھن کو پر سانول ہم سے دور

اللہ جان! مصیبت بھاری جندری ہے کمزور

اک لاوابے چینی کا، اک کرے اداسی شور

اللہ جان! زمانے گزرے آنکھیں بھی بے نور

اکھیوں میں ہے آپ نداست ہم جو آپ سے دور

اللہ جان! یہاں ہر جانب جھوٹوں کے ہیں جال

سُچے، صادقِ اب تھے جن پر چُپ کا پڑ گیاتاں

اللہ جان! ہوئے ہم عاجزاً کھیاں زار وزار

آپ بنا ہم بے حالوں کی سنتا کون پکار

اللہ جان! جہاں وہ اندر آپ کا اونچا نام

اب اپنے محبوب کے صدقے بھیجیں سکھ پیغام

روح تک میں پھیلی نفرت، جندڑی ہوئی و بال

اللہ جان! محبت بھیجیں! اس نگری میں کال



سامیاں تیر اروگ محبت

سامیاں تیر اروگ محبت

سامیاں تیر اجوگ محبت

سامیاں میرے دریا سوکھے

سامیاں لمحے پھیکے روکھے

سامیاں کر لے من کی باتیں

سامیاں بیت نہ جائیں راتیں

سامیاں دیکھ میں ایک اگلی

سامیاں تیری کملی، جھلی

سامیاں خواب پر ودیتی ہیں

سامیاں آنکھیں رو دیتی ہیں

سامیاں اپنی بستی لے چل

سامیاں میری مسٹی لے چل

سامیاں اپنی کرپا کر دے

سامیاں نین کٹورے بھردے

سامیاں اپنی دید کر ادے

سامیاں مجھ کو عید کرادے

سامیاں تجھ پر واری ہو گئی

میں ساری کی ساری ہو گئی

سامیاں آج تمہاری ہو گئی

میں بھی راج کماری ہو گئی



نظر تری یوں اُتار جائیں

کہ خود کو صدقے میں وار جائیں

سواب اناؤں کو دفن کر کے

کسی کے آگے توہار جائیں

جوزندگانی کے پل بچے ہیں

وہ ہنس ہنسا کر گزار جائیں

نہ ایسے روٹھو، خیال کرلو

ہمیں یہ لمحے نہ مار جائیں

اُداس ہو کر بھی کیا ملا ہے

‘ ’ چلو اُداسی کے پار جائیں ‘ ’



تری سسیاں روئیں

کن پُنلا تیری سسیاں روئیں

بیٹھی، زار قطار

اے پنلا تری زلف کا قیدی

یہ سارا سنسار

ایک الک کی صورت ہے بس

تیر اعین حضور

پنلا کھول اب میم کا گھو نگھٹ

دے در شن، دیدار

کن پنلا تیری سسیاں روئیں

بیٹھی، زار قطار



جیون جیون روگ

جیون جیون روگ

ہم سے دور ہوئے

سو نے جیسے لوگ

ساون ساون نین

دل کے اندر تھل

ہونٹوں پر ہیں بین

کیسی کیسی بات

تیری یاد آوے

دن دیکھے نارات

سوئی سوئی رات

ایک ہوئی سانول

تیری میری ذات

بجھتی جاوے آس

کب تک رہ پتا

ہجر اور اراس

ہم سے نین ملا

دل دنیا کے شہ

سینے ساتھ لگا



سانوں ہنستا رہتا ہے

پیار کے کھل کو دیکھن خاطر

ایک ہی روح کو دو جسموں میں

آدھا آدھا بانٹ کے وہ بھی

دور سے تکتا رہتا ہے

سانوں ہنستا رہتا ہے



نین سمندر

دوري سمجھو

چاہے ناظوری سمجھو

سانوں تیرے نین فسانے

کُن کی غری میں گم صم ہیں

درد معطل کرنے والی،

پینائی کو سکھ لینے دو

پھر فیکون کی بات کریں گے۔۔۔

جسم کا کیا ہے۔۔۔ حسن کا کیا ہے

روحوں کی مجبوری سمجھو۔۔۔

لانِ شرم اک جانب دھر کے،

! نیناں میرے اچھے نیناں

ساون کی

مجبوری سمجھو۔۔۔



پیابن کون سنتا ہے

پیابن کون سنتا ہے

ہمارے مَن کی باتوں کو

پیابن کون سمجھے گا

-

بیبا! تم بادشہ من کے

ہماری خاک بھی تو بس تمہاری ہی اسیری سے گندھی ہے

اور ہمارے ہاتھ اوپر ہی نہیں آئے تمہارے پاک قدموں سے

امیجانی بھری میٹھی نگاہوں والیا

ہم نے تمہاری ہی ارادت دین مانی

اور عقیدت کا کوئی مطلب تمہارے ہی سوا کچھ بھی نہیں مانا۔۔۔

!پیا! دیوار ہنسنی ہے

ہمارے گھر بھی ایسے وحشتوں مارے،

ہماری حالتوں پر ترس بھی کھاتے نہیں

ہم وہ، کہ جو دن رات ہجر اک کی دیکھتی آگ میں جل جل،

مسلسل را کھہ ہوتے ہیں

بہت کندن ہوئے ہیں ہم

دیواریں دیکھتی ہیں، پر سمجھتی کچھ نہیں ہیں پھر بھی ہنسنی ہیں

!پیا! وعدہ نہیں نجھتا

کوئی کچا، رسیلا یا اور بہت پھیکی محبت کا وہ اک وعدہ

جسے شاید نبھاناواجبی تو تھا مگر پھر بھی نبھانا تھا نہیں

لیکن نبھانے کی بہت کوشش میں جیون بجھ چلا اپنا

وہی وعدہ نہیں نبھتا۔۔۔

پیا! مرجان پہنچے ہو؟

ہمارے تن بدن پر پتھروں کی وہ ہوئی بارش

! تمہیں کیسے بتائیں؟ کیا نہیں میتا

وہ پتھر سخت روپتھر،

بہت کڑوے کیلے اور نوکیلے سبھی لفظوں کے پتھر

اور لفظوں میں مقید طزرواۓ بد نظر پتھر

لگے تو روح زخمی ہو گئی۔۔۔

اور رنگ یوں بینے لگے کہ پتھروں نے سب کے سب پہنچے

کوئی مر جان، یا وقت و ز مرد اور کوئی بھر ان کہلا یا۔۔۔

تو کیا مر جان پہنے ہو؟؟

! پیا! دنیا پر اُتی ہے

تمہاری نسبتوں پر ناز کرتے کہہ رہے ہیں دیر سے

! دنیا پر اُتی ہے

کہ شاہوں اور اماموں کے نصیبوں میں جہاں زندان لکھے ہوں

وہ دنیا ہم کو کیا دے گی؟

! پیا! تم ساری دنیا ہو

ہماری ساری دنیا ہو، ہماری زندگی تم سے تھی تک ہے

ہمیں تم بن د کھا کچھ بھی نہیں،

جب جب کہیں دیکھا۔

ہمارا نام تم سے ہے،

ہماری ذات تم سے ہے

ہماری کائنات میں ہو

ہماری بات بھی تم ہو۔۔۔

پیا! پیڑوں کو کیا رونا؟

ہمارے یہن اتنے سبز ہی کب ہیں

بھلا پیڑوں کو ایسے دھوپ کے مارے ہوئے نوحوں سے کیا مطلب

ہمارے موسموں میں ناتوساون ہیں نہ پیڑوں کے عقیدے ہیں

ہماری بے شر آبیں کہاں تک پیٹھ سکتی ہیں جڑوں میں

اور ہمیں پُرسہ کبھی دینا نہیں آیا۔

پیا! آنکھیں بہت روکیں!

پیا! اک شخص یوں بچھڑا کہ آنکھیں ٹوٹ کر روئیں

ہمیں ہائے لگی ان ساونوں کی جونہ برستے تھے

پیا! کیوں ایسا ہوتا ہے؟

جسے جانا ہو وہ کیوں زندگی کو خواب دیتا ہے

عذاب ایسے کہ بے پر دنہ تھوڑہ سب کے سب اترے

ہم ایسے بے کسوں کے حال کی تم بن گواہی کون دے سکتا؟

پیا! لاڈوں پی گڑیا

وہ گڑیا دیو تاؤں کے غضب میں آگئی

محصور بیچاری،

گری اور اس قدر ٹوٹی کہ اپنے ہاتھ رخی ہو گئے

چنتے ہوئے ٹکڑے

کبھی پھر جڑ نہیں پائی

اداک، نازول والی، بے ضر سی لاذی گڑیا

ہمارے زخم دیکھے بن کہیں پر کھو گئی آخر---

پیا! دکھ کر سیوں پر تھے

خدا بن بن کے، سج دھج ٹھن کے

ایسے کر سیوں پر بیٹھ کر آنکھیں دکھاتے تھے

خوشی ڈرتے ہوئے اس راہ سے گزری نہیں

آسودگی نے اس طرف تکنا مناسب ہی نہیں سمجھا

ہماری نیند سے کھلواڑ کرنے والے خوابوں نے

ہمیں کتنا ڈس،

زہرا بکتنا بھر دیا ہم میں

تمہارے بن یہ سب کا سب کوئی ستا بھی کیوں؟

کیسے سمجھ پاتا---

پیا! درزوں سے غم جھانکیں

ہمارا گھر کئی مرحوم امیدوں پہ برسوں سے کھڑا

بس راہ تک تارہ گیا کوئی نہیں آیا

چھتوں نے منه بنائے

اور دیواریں بہت منخوس لبھ میں نجانے کیا سناتیں اور ہمیں ما یوس کرتی رہ گئیں

کوئی نہیں آیا۔

سبھی کمرے بہت ماقم زدہ اور سوگ میں ڈوبے رہے

اور ان کی درزوں سے ابھی تک کتنے غم جھانکیں

تسلی دے نہیں پایا کبھی آگئن۔

پیا! وجہ ان چیز اٹھا!

نژادِ رنج سے نسبت بہت مہنگی پڑی

ابدی مرا حل سے ہمیں پہلے گزرنا پڑ گیا اور ٹھیک سے طے بھی نہ کر پائے

سکوتِ عقل و قلب بے کراں اندر ہی اندر کھا گیا

دکھلا گیا ہم کو درونِ آہی کا دکھ

مجازِ حق نظر آیا تو ہم کیفیتوں کی بھینٹ چڑھتے رہ گئے

سنگا خرو حانی طریقت نے ہمارے بیچ کتنی کاتنا تیں کھول کے رکھ دیں

کہیں پر بھوک سے بچ کر پتھل گئے تو پھول جنت کے بہت مر جھائے دکھنے لگ گئے
ہائے ---

سہاگن بیوگی سہتے ہوئے دنیا سے کچھ اتنی خناقی بس نہیں پائی

کہیں پر بیٹھیوں کی عزتوں پر داغِ بد چلنی دکھے توروں میں اتنی دراڑیں پڑ گئیں

وجود ان چیزیں اٹھا!

ایسا! کافور آنکھیں تھیں

مسیحائی بھرے عیسیٰ کا بینا مکھ، شفاۓ گل رہا

آنکھیں---، بہت مخور آنکھیں تھیں

بڑی کافور آنکھیں تھیں

پیا! تطہیر ان کی ہے

وہ ایسے آسمانی لوگ تھے

بے نور دنیا میں بلا کافور بھرنے کو چلے آئے

طہارت کی بلندی سے خمیر ان کا اٹھا

جن سے جڑے کو آگ چھو سکتی نہیں

تو قیران کی ہے

تمامی عزتیں ان کی

انہی کے دم سے روشن سینےِ ایقان و دین حق

ہمارے دل کی مسجد میں پیا تصویر ان کی

!پیا! رو داد سنتے ہو

ہزاروں دکھ تمہارے نام ہی سے مٹتے جاتے ہیں

زمانے میں بھلاکس نے نبیں ہم کو رلا�ا ہے

کھنائے دکھ، ہر اک رستے میں جو جو آگئی افتاد، سنتے ہو

پیا! تم رس بھرے، میٹھے، سخنی لجپال ہوتے ہو

سخن تم پرفدا،

قرباں تمہاری ذات پر اونچ تخلیل بھی

جہاں بھر میں تم ان کو بھی

کہ جواب تک رہے بے داد، سنتے ہو

تمہیں تولاج رکھنا زیب دیتا ہے

سد اونچا رہے دربار بھی سارے جہاں میں

اے انوکھے، باد شہ، عشقان کے خواج پیا

اک تم ہی ہو جو درد کے مارے ہوئے

بے چین لوگوں کی سدا فریاد سنتے ہو

پیا! الجیمیر رہتے ہو

مرے سُچل، مرے سانول، تمہاری پیاس رہتی ہے

تمہارے در کی چوکھ پر دھریں ہم سیس بس اک آس رہتی ہے

نجف میں بننے والے بادشاہ کا واسطہ، خواجہ

ہماری لاج رکھ لینا

تمہارے در کے باندے ہیں

! ہماری بے کلی کا اک مدارا بس تمہاری یاد ہے خواجہ

تمہارے پیار میں صابر، نظام الدین و خسر و جیسے پیاروں کو ملی ہے خواجہ،

اور ہم تو بردے ہیں

تمہارے سامنے یہ حال دل گر کہہ نہیں پاتے تو پھر بولو! کہاں جاتے؟

تمہارے بن ہماری کون ستا ہے

پیا! تم لاؤ لے عثمان حارونی کے! اے ابنِ علی

تم بن ہمیں یوں کون پوچھے گا؟؟؟

پیا! سلطان ہو، حاکم ہو اور مخدوم ہو! س تم

پیا! ہم بردے باندے ہیں

پیا! ہم ڈھیر ماندے ہیں

پیا! تم پاک ازلوں سے

پیا! ہم خاک ازلوں سے

پیا! ہم جو بھی ہیں

جیسے بھی ہیں

بے نام ہیں چاہے

تمہارے نام ہی اپنے

پیا! تم خاص ہو پیارے

!!پیا! ہم عام ہی ابھے



جنوں بن عشق کا ہے کا؟

سکھی تم عشق والی جو عبارت پڑھ رہی تھی

اس عبارت میں ہمارا تذکرہ کب تھا۔

(وہ پگلی رونے والوں میں بہت پہچانی جاتی تھی)

کہ جو یہ ہاں نہیں کی گتھیاں سلبھا نہیں پائی

ہمارا شاہ کہتا ہے کہ نادانی بھی شاہی ہے

سکھی منصور چیسی تھی

جنوں سے پھر بھی عاری تھی

سر اپا نور تھی لیکن بہت بے نور ہو پیٹھی

غموں سے چور ہو بیٹھی

(لنی کرنے چلی تھی آپ اپنی ذات کی لیکن بہت رنجور ہو بیٹھی

بہت کچھ جان لینا بھی نہیں افسردگی بن کچھ

مگر سب جان لینا کیا؟؟؟

!! سکھی تم ہار جاتی ناں ---

بدن کا ساتھ مہنگا بھی نہیں اتنا کہ جتنا پڑا گیا مہنگا

کہو کیا عالمِ ارواح میں ہنگامہ برپا ہو گیا ہو گا؟

!! نہیں؟ تو ہار جاتی ناں

گُمناداں ہی کب تھی

جنون آسان سمجھی تھی

تو پھر ایسا تو ہونا تھا

رہیں بے کلی تھی اور سمجھتی تھی سکوں نے رنگ ڈالا ہے۔

سیلیٰ تم نے تھل دیکھے کہاں ہیں عشق والوں کے،

چلی کیسے؟

بغیر اس آہلہ پائی کے تم آخر چلی کیسے؟

تمہاری منزلوں نے راستوں کو کچھ نہیں بولا؟

تمہارے خواب نیندوں سے تو نیندیں رات سے اور رات بھی تم سے خناکیوں ہو نہیں
پائی؟

سلوونی سانولی! دیوار پڑھنے کا ہنر آیا نہیں تم کو

درختوں کی کوئی خدمت بھی کی؟

ان سے دعا بھی می؟

تمہاری سوچ کتنی بانجھ گلتی ہے۔۔

نقط لبھجے میں ہی شیر بینیاں بھرنے سے کب اسرار کھلتے ہیں۔۔

سمیلی تم نے بلھے شاہ کے گھنگھروں کی چھن چھن بھی اتاری روح میں؟

کیا باندھ کر دیکھئے؟

کبھی باہو کی ھو میں جذب ہو کر تم نے دیکھا ہے؟

سمجھ بیٹھی کہ تم بس ہیر ہو

اور ہیر وارث کی؟

اگر منصور جیسی تھی

تو پھر دیوالگی سے خالی کیونکر تھی؟

تمہاری آگ بھی گلزار کیوں نہ ہو سکی؟

اور تن بدن کاماس بھی اتر انہیں تو پھر جنون کیسا؟

تمہیں تو بھوک کا صدمہ بہت ہے

پیاس ہی کی بذریبانی کھائی تم کو

بھلا یہ عشق جیسی شے تمہیں کیا چھو کے گزرے گی

تمہاری عقل و دانش کھائی تم کو

مزاروں پر دیے آخر جلانے پڑے گئے ہیں نا!

سکھی ایسا نہیں ہوتا۔۔۔

خرد میں قید ہو کر بھی جنور کیا تھے آتا ہے؟

خرد کا کیا تعلق ہے جنور سے اے سکھوں والی

سواب حیران کیسی ہو؟

سمیلی مان جاتی نا!

مگر نادان ہی کب تھی

سبھی کچھ جان بیٹھی تھی

سواب ویران کیسی ہو؟؟؟؟؟



!تہائیے نی

!تہائیے نی

تری باتیں جھوٹ فریب،

نی تیرے نیناں خواب سراب،

ادا سی گھُل جاوے من اندر

بولے پھڑوں کے کچھ نام

تو اکھیاں کن میں کن میں برَن

انی تہائیے!

تیری چپ کی رمز را لی

تیری خاموشی میں شور کہ جس سے

سانس میں چیز پکار

گئے کب لوٹ کے آئے یار

انی سن تہائیے نی

تجھے بھاگ لگیں مریٰ تو ہی اکیلی دوست

سیپیلی! تو ہی میرے ساتھ

کہ مدت بیت گئی،

مرے پیانہ مڑ کر آئے

سکھی! مر اُن بن گھرویر ان

وہ میری سانسوں کے سلطان

میں کملی ازلوں سے نادان

! مری تہبیئے

تیرے بال سنواروں، نیناں ڈالوں کا جل

تیری خاطر کروں دعائیں

لگیں تجھے رنگ۔۔

سمیلی! ذکر پیا کا چھیر

ٹو مجھ سے پی کی باتیں بول

کبھی تو کانوں میں رس گھول

نہ ایسے روں

نی کرم اس والیے نی

مراپی بن جیون راکھ-----



من موہنے!

آڈیپ جلائیں سچ کے دربار پر

مرے ڈھولے تیرے نین بھاویں نیز کریں دلگیر۔

مجھے گنگنا جل کی سوگند تیری پریت کھڑی

جگ جھوٹا تیری پریت کھڑی

مرے من کے شہ! تری ذات سہارا جیون کا

مجھ دکھ مارے کو تیری بات دلاسہ ہے

تیرے نیناں رہیں سلامت ان کی خیر

مجھے اک تیری پریت پہ مان

مرا ایمان کہ تیری جگ سے پریت کھڑی

من بے چینی کے ہاتھ لگا

بجھے غم کی فوج نے گھیر لیا

مری اجلی روح کے خانے بہت اندر ھیر، پیا

مجھے تاریکی کا فیض،

مری امیدوں پر دریاؤں کے چلنے پھرنے کی راہ

لبوں پر تال، سلگتے نینیوں میں مجبور اشکوں کا کال

اور ایسے عالم میں

مرے پریتم، او من موہنے تیر اپریم مجھے آرام

تو آپھر دکھ کی چتا جلا کر

ہنس ہنس دیکھیں رل مل اک دو بے کا مکھ

ملائیں نین۔۔۔۔۔ لگے ہر بے چینی کو آگ

ہمارا سُچل سائیں بھیجے دم دم خیر

! کہیں، اے شہر نجف کے سانول

تیر اکام سدا جپالی، تیرے ہاتھ ہماری لاج

تو آپھر دیپ جلائیں سچ کے دربار پر

ہم کریں محبت پیش۔۔۔۔۔



باب دوم

مرا قائمِ عشق قدیم پیا



اک ”الف“ سے کروں دعا دم دم، کبھی آن ملیں مجھے ”میم“ والے
مجھے ٹورپہ کا ہے بلار ہے ہو؟ مجھے ڈھنگ نہیں آتے کلیم والے
ترے عشق میں کھوٹے ہی نکل آئے، علم والے اور عقل سلیم والے
مجھے لوٹ کے لے گئے آج ترے، انداز رحیم و کریم والے
مجھے نئے زمانے میں آن ملے، سبھی در زمانہ قدیم والے
سداد امن سے باندھ کے، زین رکھنا رنگ صبر، رضاو حلیم والے



مُجھے مان ہے اپنے ماہی پر، وہی سنے گا میری روداد پوری
 مرے ہلاوں پہ دھرے گا کان اپنے، مری سنے گا ہر فریاد پوری
 کبھی بے گا آن کے دل اندر، کبھی کرے گا بستی آباد پوری
 مری آدھی ادھوری سی راتوں میں، رہے ڈھولے کی بس اک یاد پوری
 لچپاں ملے مجھے ہنس کے اگر، مری ہووے گی من کی مراد پوری



ترامکھ ہے جاگت جوت پیا، تری دید کو ترسیں یہ نین پیا سے
 ہم پیا سے رہے کنارے پر، ہم دریا کے ماہین پیا سے
 ہم کس درجا کر سیس دھریں، ہم بے سدھ ہم بے چلن پیا سے
 تری خود میں ذات سمونے کو، مرے لفظ رہیں دن رین پیا سے

وہ آج بھی رکھ گیا خالی گھڑا، ہم آج بھی رہ گئے زین پیاسے



شبِ ہجر کی تلخ مزاجیوں پر، ملے چین تو کوئی کتاب لکھوں

دن رات کے درد سمیٹ لاوں، غمِ دہر کا سارا نصاب لکھوں

تراؤڈھانپ کے پلکوں سے نین رکھنا، اسے حسن کا طرزِ حجاب لکھوں

کسی رات کی سیاہی اتار لاوں، ترے ہجر کے سارے عذاب لکھوں

ویکھیں غیر جو نین تو ہوں مجرم، تری دید ہی کا رثواب لکھوں



مجھے بھول کے بھول بھی پایا نہیں، تری دید کا تیرے وصال کا دن

کبھی لیوں گے تجھ سے حساب پورا، ذرا آنے دے جان سوال کا دن

ترے ہونٹوں پر مہکیں بہاریں سدا، کبھی آؤئے نہ تجھ پر زوال کا دن

مجھے پیاری ہے خواب سے سمجھی ہر شب، مجھے پیارا ہے تیرے خیال کا دن

کروں رب سے دعا کیں میں زین ہر دم، کبھی دیکھوں نہ تیرے ملاں کا دن



کروں لکھ کے گرد طواف ترے، کرو ج منظور، قبول سائیں

تو سلطان ہے ہر عالم کا، ہم تیرے پیر کی دھول سائیں

تری یاد سہارے ہی سانس چلے، جاں تیرے بغیر ملوں سائیں

کریں تیرے نین اسیر جیون، ترے لب جڑتے ہیں پھول سائیں

ان جڑے ہوئے ہاتھوں پہ غور کرو، اک بار معاف ہو بھول سائیں



وہ جو بخت پہ بھول کے موسم تھے، کئی سال ہوئے انہیں، بہت گئے

ہم ہنس ہنس دیکھیں دکھڑوں کو، شر ٹوٹ گئے، گم گیت گئے

ہمیں درد نے زرد بنا دیا ہے، ہمیں چھوڑ کے سب من میت گئے

ہمیں صدمہ کالی رات کا ہے، کسی یار لگا کر پریت گئے

کہوزین یہ عشق میں ہار کے تم، ہم جیت گئے، ہم جیت گئے



ہمیں یار نے دردنا چھوڑے، انہیں سن کر ہم نے جھوم لیا

لکھا دریا کی لہر پہ نام ترا، اسی لہر کو ہم نے چوم لیا

ترے قرب میں کاث کے کچھ لمحے، لگا ہم نے زمانہ ہی گھوم لیا

ترے واسطے رب سے دعائیں ہی کیں، ترے واسطے ہی مقسم لیا

تجھے چھو کر پاس سے گزری تھیں، میں نے آج ہواں کو چوم لیا



رنگِ موت کا پہن کے عاشقوں نے، جگ گھوم لیا ہر روگ لیا

دکھ ڈال کے آنکھ میں کا جل سا، اک بھر فراق کا سوگ لیا
پھر کان میں ڈال کے درد بائے، دکھ اوڑھ لیا ہر جوگ لیا
رہیں صرف غلام نتیں ہوس والی، کس روحوں کا سنخوگ لیا
سر کھ دیا یار کے قدموں میں، یہی یار نے ہم سے بھوگ لیا



تری آنکھ میں بال ہے جانتے تھے، تری روح کے راستے نگ نہ تھے
ترے قرب میں عمر گزار ڈالی، ترے پاس رہے ترے سنگ نہ تھے
ہربات تو آس کے رنگ میں تھی، ہربات میں آس کے رنگ نہ تھے
وہ جو شخص تھا میٹھی زبان والا، اسے دیکھ کے لوگ یہ دنگ نہ تھے
اسے رب مانا اسے سب مانا، ہمیں پیار پریت کے ڈھنگ نہ تھے



کہا شام سلوانی نے رو رو کر، مرے سانوا ل آج کمال کرو

مجھے بھر کی رمز بتا چھوڑو، مر آج جنہ رَد سوال کرو

ہوئے عاجز رو و نین مرے، مر اما ہیے آج خیال کرو

کبھی بعد میں کچھ نہیں پوچھوں گی، مت اتنا سخت ملاں کرو

مجھے کہہ گئے باز قلندروں کے، تم بھر میں صرف دھال کرو



ہمیں راہ میں چھوڑ کے جا رہے ہو، ہمیں تم پرمان تھے، ٹھہر جاتے

ہمیں راہ کے خاروں نے چھیل دیا، ہم اہولہ ان تھے، ٹھہر جاتے

تم آئے تو جان میں جان آئی، ہم لوگ بے جان تھے، ٹھہر جاتے

مرے رہبر راستے صاف نہ تھے، رہ میں طوفان تھے، ٹھہر جاتے

ہم پنچھی، سانس کے جیسے تھے، پل کے مہماں تھے، ٹھہر جاتے



کوئی حشر تھے سانو لے نین اس کے، ہمیں ایک نگاہ سے مار دیا

ہمیں بن کشی اس ماہیے نے، دکھ دریا کے پار اتار دیا

جااؤں بل بل یار کے نینوں کے، ہمیں جن نے مست خمار دیا

ہوئے کندن جل جل عشق میں ہم، تری آگ نے روپ نکھار دیا

ہوا آنکھ میں نم آباد ایسا، ہمیں ہجر نے زین سنوار دیا



تجھے یاد ہے لال سی شام کوئی، جسے دیکھ کے نین اداں ہوئے

تری راہ پر تھا چل چل کر، مرے اب نعلین اداں ہوئے

ترے سوگ کی اپنی خوشیاں تھیں، ترے اپنے مین اداں ہوئے

تری پھولوں کی تج بھی چیخ اٹھی، مرے سکھ اور چلن اداں ہوئے

ہم اُن کے سنگ اداں رہے، ہم اُن بن زین اداں ہوئے



مرا ماہیارا جکمار مرا، وڈی ذات والا، اُپے نام والا

ہم لے لے ہاتھ میں پھرتے ہیں، اک لمس وہ وصل کی شام والا

مرے ماکاروں کے آن ملو، مجھے راس ہے رنگ غلام والا

مجھے دنیا تمام ہی یقین گلے، بھائے من کو ڈھول مقام والا

مت سر دھواؤ شور کرو، یہ ہے یار کا وقت کلام والا



دل ہاتھ تمہارے جو آگیا ہے، اسے جب جب چاہو تو ڈینا

کبھی بھر کی رات نہ کاٹ سکوں، اسے درد کے تالکوں سے جو ڈینا

مرے خواب جو آنکھ کے پاس آئیں، انہیں چاہو تو واپس موڑ دینا

تمہیں نین نمانے بھج دیے، مختار ہونینوں کو پھوڑ دینا

ہمیں آئے گارہ رہ یاد مانی، ترا راہ میں ایسے چھوڑ دینا



لب چینت رہ گئے سانوا لوے، جب چھوڑ کے تم ہمیں جا رہے تھے

تمہیں کون سارا ستہ راس آیا؟، تمہیں کون سے چین بلا رہے تھے؟

تمہیں دیکھ کے، خود سے دور جاتے، مرے آنسو بھی آنکھوں سے جا رہے تھے

رنگ اور ہی تھے ان آنکھوں میں، کوئی بات تو تم بھی جھپپڑے تھے

میں نے خواب میں دیکھی تھی مرگ اپنی، مری میت لوگ سجا رہے تھے



ترے مجذبہ اتھوں کی خیر پیا، ہم جن کے باعث پھول ہوئے

اک یاد کی خوشبو میں قید ہو کے، ہمیں بھر کے خار قبول ہوئے

ہمیں لے گئی دنیا سے دور کہیں، تری یاد کے ایسے نزول ہوئے

قانون ہے یار کی خاموشی، سبھی یار کے لفظ اصول ہوئے
ہم بچھ گئے یار کے قدموں میں، ہم یار کے پیروں کی دھول ہوئے



اک رات تھی رات اکرام والی، ان قدموں میں جب ہم پیش ہوئے
اسی ذات میں چین اور سکھ پائے، کچھ حادثے یوں درپیش ہوئے
ہوا یار سے ناپ اور تول پورا، ہم دم ہر ٹوپیش ہوئے
اک لمس نے زیست اجال ڈالی، ہمیں پریم پہ اٹل وہ کیش ہوئے
ہمیں ماہیا خود کو سونپ گیا، ہم اس کے ہی زین، ہمیش ہوئے



مجھے ہنس ہنس دیکھ کے مکھ پھیرے، میرا جیون کرے و بال ڈھولا
کبھی آہ بھرے مری حالتوں پر، مری کر چھوڑے سانس محال ڈھولا

مجھے آج بھی رہ یاد آئیں، ترے سب مقصوم سوال، ڈھولا
تری پات کے بعد بھی بات کروں، مری کب ہے اتنی مجال، ڈھولا
مجھے دولت درد کی سونپ گیا، مر اہو گیا خواب خیال ڈھولا



کوئی آنکھ تھی جھیل کے منظروں سی، کوئی ابر و تھے تیر کمان جیسے
انھیں خدشہ تھا بھر کے موسموں کا، انھیں روگ لگے آسمان جیسے
ماہی دیکھتا ہے ان نظروں سے، کوئی دریا یا جیر ان جیسے
ایسے من کے وہ تنخ پہ آن بیٹھا، اک دنیا کا ہو سلطان جیسے
ترا بھر یقین کو توڑ گیا، ہمیں لگ گئے مرض گمان جیسے



ترے نینوں سے حزن کا بہہ جانا، مجھے رہ سانو لا یاد آئے

تجھے دیکھ کے ہو نؤں پہ تال پڑے، اب کیا ان پر فریاد آئے
تم خاک میں وصل ملا گئے ہو، ہم واپس ہو بر باد آئے
ہم بے کس ہم بے آسرد ہوں کو، رہی تانگ تزی امداد آئے
کہوزین اسے نینوں پہ رحم کرے، ہمیں اور نہیں اب یاد آئے



لکھ وار حضور ادا سر ہوں، تجھے میرے جو سوگ پسند آئیں
پھر وہ دار دار لے نام ترا، تجھے اگر توجوگ پسند آئیں
مانوں منتین خوشیاں نہ دیکھ سکوں، سائیں تجھے جو روگ پسند آئیں
تری چاہ پہ وار دوں تن، من، دھن، تجھے جتنے بھوگ پسند آئیں
ملے یار توجہت بھی جاگ اٹھے، کہاں ہمیں سب لوگ پسند آئیں



کہا شام سلوانی نے رو رو کر، مری کون نے گر لاث پیا
تری را کے اک اک پتھر کو، بیٹھی برکت مان کے چاٹ پیا
کبھی آبس نینوں کی نگری میں، مری رات عذاب کو کاٹ پیا
ہر صورت عشق قبول ترا، چا ہے اتروں موت کے گھاٹ پیا
چو مous ہاتھ لگا کر پیر اس کے، ترا جو بھی پڑھاوے پاٹھ پیا



مردوں، راکھ بنوں، میں جو مکھ پھیروں، ترا روح کے نقش نظہر پیا
تری ذات سبب بینائیوں کا، مری آنکھ میں تیر اہی نور پیا
جودم غافل، سودم کافر، مجھے غفلت ناظور پیا
یہاں لوگ ہیں سخت زبان والے، ہم چپ، عاجز، مجبور پیا
لبیال وہ را د کھائیو مت، جو جاوے ہو تجھ سے دور پیا



رنگ، روپ، سروپ تو بدل گیا، ہوئی عشق میں کب تمیم پیا

ہمیں بانجھ امیدیں ہی آن میں، ہم سہہ رہے جبر عظیم پیا

کسے دل کی حوالی میں آنے دیں، یہاں تیری ہے یاد مقیم پیا

ہمیں رنگ بہشت کے رنگ دیوے، تری بالتوں کی تفہیم پیا

ہم زہرا کی آل کے نوکریں، ملی زین ہمیں تعلیم پیا



سن پیار یا ہاتھ تھما مجھ کو، پھر ہاتھ جو چھوڑوں تو میں کافر

جند جان ہتھیلی پہ تیری دھروں، لگی پیت جو توڑوں تو میں کافر

تری دید ہے لاکھ نماز مجھے، مکھ تجھ سے جو موڑوں تو میں کافر

میں نے تیج دیا دنیا کی چاہتوں کو، اب بھر سے میں جوڑوں تو میں کافر

تری ذات تمام شفا مجھ کو، کسی اور کولوڑوں تو میں کافر



مجھے کہتی تھی سانوں رو رو کے، ترا بخت میں زین وصال نہیں
 جس حال میں تجھے بن رہتی ہوں، یہ حال تو کوئی بھی حال نہیں
 مجھے لاج زمانے سے آتی ہے، مجھے ورنہ کوئی ملاں نہیں
 ٹونے وقت بتا لیا مجھے بن بھی، تجھے میرا کوئی خیال نہیں
 ترے پاس تو عمر ہے زین ساری، مرے پاس تو ایک بھی سال نہیں



اسے سیاہ لباس میں دیکھ کے ہم، لیجوں قسم کہ سوئے نہ رات ساری
 کیا چاند کو ہم نے قریب اپنے، اسے ہم نے بتائی تھی بات ساری
 ہمیں چھوڑ کے کہیں کا گیا نہیں، ڈھولا چھین کے لے گیا ذات ساری
 اسے جیت نے رنگ لگادیے ہیں، لگی سننے ہمارے ہی مات ساری

اسے یاد بھی کرتے ہیں ہم دن بھر، اسے روز بھلاتے ہیں رات ساری



مرے وقت کی ڈال پہول کھلے، تم ہجر کی راکھ کو جھاڑ گئے

مرے رنگ کو زنگ لگا دیا ہے، مرے نین بھی آج اجاڑ گئے

کھڑ زرد ہوا مر افکروں میں، مری سوچ کی راہ بگاڑ گئے

ملے لوگ بھی ایسے ہی جو ہم کو، ترا لے نام پچھاڑ گئے

مری روح کی ہر دیوار روئی، مری روح کے ٹوٹ کواڑ گئے



سلطان ہوا ک من محل کے قم، رہو سامنے کرو جاب نہیں

مجھے تیر نہ مارو خموشیوں کے، مری جان پہ بھیجو عذاب نہیں

مرے پاس تو عشق ہے دھن دولت، کوئی قصہ، کہانی، کتاب نہیں

کہیں خارندہ زخم لگاڑا میں، پھر وہ اتحہ میں تھام، گلاب نہیں

مری نیند بھی ہو گی ادا س آ کر، میرے پاس تو کوئی بھی خواب نہیں



یو نبی شام کے لمحوں میں رو دینا، مجھے خط کے جواب میں خط لکھنا

مجھے سوچنارات کی تیر گی میں، مجھے روز ہی خواب میں خط لکھنا

مجھے چین میں اور بیتا یوں میں، ہر درد و عذاب میں خط لکھنا

مت بھیجا چہرے کی جھریاں کبھی، مجھے صرف شباب میں خط لکھنا

ہر لفظ پڑانا اک پردہ، مجھے پورے حجاب میں خط لکھنا



کبھی وقت نہ آئے وہ سانو لاوے، تجھے میرے ہی بارے میں لوگ پوچھیں

ذرا آنکھ کا نم بھی چھپا لیا کر، کہیں ایسا نہ ہو تجھے روگ پوچھیں

ذرابین تلاش کی یہ یوں کو، تجھے علم ہو جب تجھے جوگ پوچھیں

کبھی کر کوئی ایسا بھی میں ماہی، تجھے ہاتھوں کو جوڑ کے سوگ پوچھیں

انہیں اپنے ہی بارے بتاتا پھر وہ، ترے بارے میں جب مجھے لوگ پوچھیں



وہ جو نرم مزاج تھا ڈھول مانی، اسے اب کی بار کھور دیکھوں

مجھے آدھے ہی خواب میں چھوڑ جائے، ان رالٹوں کو کمزور دیکھوں

اسی نام کے حرف بھی پیارے لگیں، لکھوں پیار سے کر کر غور دیکھوں

مرا شاہ جورو حکما مالک ہے، لگے لاج جو اس بن اور دیکھوں

سی کہتی ہے بس مکران دیکھے، میں توجہ جب شہر بھنبور دیکھوں



سبھی راستے قدموں کو تھامتے تھے، لگی چن کے ہاتھوں کو جوڑتی تھی

اک بالکی لاڈلی جٹ زادی، ہر رسم و رواج کو توڑتی تھی
اسے مجھ میں ہی دکھتی تھی اک دنبا، مرا تحام کے ہاتھ، نہ چھوڑتی تھی
کبھی راہ کی سختی سے ٹوٹ جاتا، مجھے پیار پریت سے جوڑتی تھی
اسی راہ پہ زین وہ چل نکلی، جس راہ سے مجھ کو وہ موڑتی تھی



بولی اک دن رو روزین سنو، تمہیں قسم لگے کہو میرے ہو
مری دنیا تو تم ہی سے تم تک ہے، کوئی کچھ بھی کہے، کہو میرے ہو
رس گھول ڈالو مرے کانوں میں، دل بین کرے، کہو میرے ہو
دل پریت کی دھن میں گُوك پڑے، سارا عرش سنے، کہو میرے ہو
اب آن بسو مری دنیا میں، اے زین مرے، کہو میرے ہو



ہتھ رکھ دربار پہ کھا سو گند، سب جھوٹ مایاں پریت سچی
کوئی نین ہوں فیض بیبر وں کا، ہو وے جن کے ملن کی ریت سچی
ملے مات نہ جھوٹ کے رنگ والی، ترے بخت میں شala ہو جیت سچی
سب چھوڑ گئے، مکھ موڑ گئے، مرے ساتھ اداسی ہے میت سچی
شala یار کے قدموں میں سرد ہرنا، فقط عشق میں اک یہی ریت سچی



قرآن کی ہے تفسیر وہ گھکھ، اسے زین پڑھوں، قربان جاؤں
ان گنت درود سلام اُس پر، وہی نام جپوں، قربان جاؤں
اک عرب شریف کی گلیوں میں، مروں، مرکے جیوں، قربان جاؤں
تبیج بناؤں میں آنسوؤں کی، اسے پیش کروں، قربان جاؤں
سخی پاک رسول کے قدموں میں، جاسیں دھر وں، قربان جاؤں



جسے عرش پر، فرش پر رنگ لگے، لجپاں ہے، لعل ہے فاطمہ کا
 وہی جس کا حکم پر، حکم چلے، لجپاں ہے، لعل ہے فاطمہ کا
 خود جس کی سواری رسول بنے، لجپاں ہے، لعل ہے فاطمہ کا
 وہ جو حق ہی حق ہے جھک نہ سکے، لجپاں ہے، لعل ہے فاطمہ کا
 جسے دم دم عشق بجود کرے، لجپاں ہے، لعل ہے فاطمہ کا



مری آس امید کے پیڑ جلنے، ناسبز ہوئے ناچل آئے
 مرے رعب کوریت نے چاٹ لیا، مرے روپ میں صحر اڈھل آئے
 میں لکھ لکھ بھیجی ہر مشکل، ناخطاً ناچل آئے
 سب درد عذاب آئے اور سکھ، نا آج آئے ناکل آئے
 کھوزین سے اپنی آنکھوں پر، ترے شہر کی خاک کو مل آئے



ہمیں سکھنے غلط جواب دیے ہم واپس ہو بے کل آئے
 ہمیں راہ نے عجب فریب دیے، جس راہ پڑے وہیں تھل آئے
 جس راہ پہ بیٹھ کے رونا تھا، ہم لوگ اسی پر چل آئے
 ہم بھجنے عشق کے دلیں گئے، ہم واپس اور ہی جل آئے
 تری شدت کیسے ماند پڑی، ترے جذبے مجھ تک شل آئے



مری ذات کوتال اور سر بخشو، مرے شاد، کریم، عظیم پیا
 مجھے پاپ لگے جو جگ دیکھوں، مجھے تو سالم تسلیم پیا
 مری روح سلوک کے ہاتھ لگی، مر اقا تم عشق قدیم پیا
 میں تیخ ملیچہ ترا باندہ، مرے شاہ پنل مرے میم پیا

مری آس کے سر پر ہاتھ دھرو، مری آس امید یتیم پیا



معراج، عروج، وصال پیا، تری من اندر تحریم پیا

مری روح میں پر یتم بستا ہے، مرا قائمِ عشق قدیم پیا

اے شاہ مرے من محل ترا، یہاں تیرے درد مقیم پیا

انگشت کولا کھ سلام تری، کرے ماہ کو جودو نیم پیا

یہ لوگ تجھے کب پہچانے، انہیں تیری کب تفہیم پیا



اک پیڑو جود کی کو ٹھڑی میں، تری ذات سے جوانوس کرے

ترے سجدے نیتاں جھک جاویں، ہر لمس تجھے محسوس کرے

ہمیں تیری بانہہ میں سانس ملے، ہمیں یہ دنیا محبوس کرے

تھوار عذاب لگیں تجھ بن، ترانہ آون مایوس کرے
رب سچا سائیں ہر جگ میں، تری اور او پنجی ناموس کرے



تو ایک حبیب طبیب سجن! میں ازاں کا بیار پیا
جہاں وجد اور دھیان کو اونگھ لے گے، وہاں بس اک تو بیدار پیا
ترے قدموں کی دھول برابر نہیں، پنستا بستا سنسار پیا
ترے رنگ گھلیں گل عالم میں، ترا سبز رہے دربار پیا
اک لکھ چو بیس ہزار میں اک مرادو جگ کا سردار پیا



اشکال و بال ہوئیں سوسو، دیدار بصارت توڑ گئے
ترے لمس میں کیا ترمیم ہوئی، مرے ہاتھ تو ساتھ ہی چھوڑ گئے

ترے لوگ تھے کوفہ مزان والے، مری ساری وفاوں کو موڑ گئے

ترے خواب عذاب بھی آ آ کر، مرابند ھن درد سے جوڑ گئے

سب شعر کہیں اور زین پیا! تم اپنے نین نچوڑ گئے



باب سوم

یہ صدی بھی اداس ہے تم بن



اے مرے خوفزدہ

لوگیا دن بھی مرے ہاتھوں سے

آبی شام مری آنکھوں میں

رات بھی ضبط سے ملنے کو چلی آئی ہے

خواب ویران گزر گاہ پ جانکے ہیں

نیند سر ہانے کے نیچے سے نکلتی ہی نہیں

سانس ہے ہجر زدہ

خواب ہیں موت زدہ

آنکھ ہے خوفزدہ

درد جیران و پریشان کھڑا ہے کب سے

کس کے رونے سے نبی پھیل گئی کمرے میں

کھڑکیاں کب سے کھلی ہیں لیکن

اس قدر جس ہے جو جاں کو مسل دیتا ہے

اتنی جذبات کی حدت ہے کہ جاتی ہی نہیں

اک قیامت ہے جو ٹھہری ہے، گزرتی ہی نہیں

اے!!! تم ہی چپ چاپ یونہی روز گزر جاتے ہو



ایسے کھویا ہوں کسی بھر میں خاموشی سے

ایسے کھویا ہوں کسی بھر میں خاموشی سے

سانس لیتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں

خواب جب مل کے چلے جاتے ہیں، سو جاتا ہوں

نیند آتی ہے تو جاگ اٹھتا ہوں

وقت زنجیر بنا رہتا ہے

میرے پیروں میں بندھا رہتا ہے

اور گھسیٹھے ہوئے رکھتا ہے مجھے آگے ہی

اور ماضی سے نکلنے بھی نہیں دیتا ہے

آبلوں سے کہیں رستا ہوا پانی جب جب

تیری دہلیز پر پڑتا ہے تو رو دیتا ہوں

کان نجک جاتے ہیں خاموشی سے

نیند اڑ جاتی ہے بے چینی سے

بولتے رہنے کو تہائی بہت کافی ہے

میں تو کھویا ہوں کسی بھر میں خاموشی سے

اور بر بادی نے آباد کیے رکھا ہے



اب تک حل نہیں نکال کسی بے چینی کا

آرزوئیں ہیں کہ ملتی ہی نہیں

بے قراری ہے کہ جاتی ہی نہیں

فاصلے کم بھی نہیں ہو سکتے

راتے ہیں کہ فقط نگاہ ہوئے جاتے ہیں

اک مسیحا ہے جو بے نام مسیحائی لیے

روز خوابوں میں چلا آتا ہے

اور آکر یہی کہتا ہے ہمیشہ کی طرح

اب تک حل نہیں نکال کسی بے چینی کا

یہ عجب زخم ہیں مر ہم کے لگانے سے سلگ اٹھتے ہیں

حرف بیزار ہوئے

لقطے بے کار ہوئے

اس اداسی سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے ممکن

فکر کرنے کی ضرورت کیا ہے

کوئی تدبیر تو ہو گی ہی کہیں

جان نکلے گی تو شاید ہی قرار آجائے

اب تک حل نہیں نکال کسی بے چینی کا



تم حقیقت میں کوئی خواب سہی

اور پھر خواب کی بستی سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں

خواب آتے ہیں تو آتے ہی چلے جاتے ہیں

نیند آتی نہیں اور رات گزر جاتی ہے

خواب تکنے کے لیے نیند ضروری تو نہیں

خواب تعبیر کی منزل پہ پہنچنے کا کوئی رستہ ہیں

خواب ہی خواب ہیں بس دور تک پھیلے ہوئے

خواب تو صدیوں پرانے بھی ہوا کرتے ہیں

خواب دیجئے ہیں جنم خوابوں کو

خواب کی بات فقط خواب سمجھ سکتے ہیں

خواب گر ٹوٹے تو یہ عمر کو ڈس لیتا ہے

خواب روٹھے تو اسے خواب مناسکتے ہیں

ہم حقیقت میں حقیقت تو نہیں

ہم حقیقت میں کئی خواب ہیں خوابوں میں کہیں بکھرے ہوئے

ہم سمجھی خواب ہیں صدیوں میں کہیں اٹکے ہوئے

تم بھی خوابوں میں کہیں آتے ہوئے خواب سہی



دل تو پھیلا ہے کئی صد یوں پر

تجربہ یہ بھی کئی بار کیا ہے دل نے

دل نے ہر بار کوئی بات کہیں بھولی ہے

تجھ کو ہر بار مگر یاد کیا ہے دل نے

دل کچھ ایسے بھی کئی بار ملا

جیسے اس سے بڑا آوارہ طبیعت ہی نہیں ہے کوئی

جیسے اس میں کسی انجمام کی حسرت ہی نہیں ہے کوئی

دل تو ہر درد سے ملنے میں پہل کرتا ہے

دل کو عادت ہے ستم سہنے کی

دل اگر دکھتی دیا کرتا ہے

دل مداوا بھی تو کر سکتا ہے

دل میں یادیں بھی بسا کرتی ہیں

دل کے موسم بھی ہوا کرتے ہیں

دل میں کچھ راز ہوا کرتے ہیں کچھ صدیوں کے

دل وہ مسجد ہے کہ جس میں کوئی چپ چاپ چلا آتا ہے ننگے پاؤں

اور یادوں سے وضو کرتا ہے

اور محراب پر رکھتا ہے مصلہ اپنا

اور سجدے میں پڑا رہتا ہے پھر صدیوں تک

جانے یہ کیسی عبادت ہے کہ اٹھتا ہی نہیں

ایسے عابد کو بھلا کون نکالے دل سے

جو نکلتا ہی نہیں ۔۔۔

دل بھی خاموش پڑا رہتا ہے

دل جو بولے تو بغاوت پہ اتر آتا ہے

دل کی خاموشی سے ڈر بھی تو بہت لگتا ہے

پھیل جاتی ہے اداسی بھی کئی صدیوں پر

دل سنا کرتا ہے ہر بات، سمجھتا ہی نہیں

دل محبت سے بھرا رہتا ہے

دل اداسی میں گھرا رہتا ہے



میری باتوں میں تری بات چھپی رہتی ہے

اے مرے خوفزدہ بات تو سن

تجھ کو کس بات سے ڈر لگتا ہے؟

تیری کس رات میں ہر رات پڑی رہتی ہے؟

کون سے ذات تری ذات میں ڈھل سکتی ہے؟

کون سی بات تری بات بدل سکتی ہے؟

کیسا چہرہ ترے چہرے کے لیے موزوں ہے؟

کیسی آنکھیں تری آنکھوں میں سما سکتی ہیں؟

کیا ترے خواب میں یہ خواب نہیں آ سکتا؟

کیا ترے بھاگ میں یہ بھاگ نہیں آ سکتا؟

میں تو ہر موڑ پر ہر موڑ بدل لیتا ہوں

میں تو ہر شہر میں اک شہر بسا سکتا ہوں

میرے جذبات کے جذبات بدل لتے ہی نہیں

میرے حالات کے حالات بدل جاتے ہیں

تیری خوشبو مری خوشبو میں بُکی رہتی ہے

میری باتوں میں تری بات چھپی رہتی ہے

اے مرے ہجر نزدہ پاس تو آ۔۔۔

اے مرے خوفزدہ بات تو سن



روح سے روح تک آہی گئی بے چینی

چند لمحات سہی پھیلی ہوئے صدیوں پر

اتنی صدیاں ہیں کہ گلنے میں نہیں آسکتیں

کب، کہاں، کیسے تری یاد میں روئی آنکھیں

چند اک اشک اگر چن بھی لیے جائیں تو

اتنی آنکھیں ہیں کہ چلنے میں نہیں آسکتیں

کتنی سانسوں نے ترے نام کی سرگم کی تھی

اب سمجھی عروہ سمجھی گیت بھی خاموش ہوئے

کون سے موڑ پر رکنا تھا، کسے مانا تھا

راستوں پر تو مسلط ہے عجب ویرانی

اب بھی دروازے کی دستک سے ہے امید کوئی وابستہ

جیسے صدیوں کی مسافت سے کوئی لوٹے گا

جس کے چہرے سے تھکن اترے گی اس چہرے کی

یہ ادا سی کالبادہ بھی اترتا ہی نہیں

روح سے روح تک آہی گئی بے چینی



چاند آیا ہی نہیں بات تمہاری کرنے

رات کے پاس کوئی سرمی آنچل ہی نہ تھا

نیند تاروں میں بھکتی ہی رہی

خواب ملنے ہی نہیں آئے ہمیں

چاند نکلا تو ستاروں نے اسے گھیر لیا
چاند کی سمت نگاہوں کو لگائے ہوئے ہم
دیکھتے رہ گئے اپنا ہی تماثل چپ چاپ
ہم کسی بھر کو لکھتے رہے دیواروں پر
خوب کوسا ہمیں دیواروں نے، خوب ڈالنا ہے ہمیں لفظوں نے
ہاتھ پچھتا ترہے لکھ کے تری سب باقی
اور کرتے بھی تو ہم کیا کرتے
چاند آیا ہی نہیں بات تمہاری کرنے



بار شیں ہونا تو معمول ہے ان آنکھوں میں

یہ عجب بات ہے جنگل بھی بھٹک جاتے ہیں

اور مسافر کا بھٹک جانا کوئی ایسی بڑی بات نہیں

راہ جب دکھتی نہیں ہے تو یہی سوچتے ہیں

آسمانوں سے کوئی بجلی گرے

چاہے جل جائے بدن

راکھ ہو جائے زمین

خاک کے ڈھیر میں مل جائے کوئی منزل بھی

کچھ دکھائی تو مگر دے ہم کو

کوئی انجان سا بادل جو گزرتا ہو کہیں

اس سے بے سانتہ کہتے ہیں برس کر جانا

ابر بر سے گاؤ تھپٹ جائے گا

اور ممکن ہے اجالا ہونا

لیکن آنکھیں جو کہیں ابر ہوئی جاتی ہیں

ان میں برسات کھاں تھمتی ہے

بار شیں ہونا تو معمول ہے ان آنکھوں میں



کتنے پیغام لکھوں خط میں کہ اب لوٹ آؤ

کتنے پیغام لکھے جائیں گے ان آنکھوں سے

روگ اتنے ہیں کہ نکلے بھی کیے جائیں اگر

پھر بھی لفظوں کی حدود سے وہ کہیں باہر ہیں

لکھے جاتے ہیں کہاں درد کسی کاغذ پر

چھیل جاتی ہے سیاہی سمجھی جذبات کے ساتھ

ہاتھ سے درد نہیں جاتا ہے

پھر بھی کہتا ہوں کہ ہر بھر ترے نام لکھوں

تیرے وہ خط بھی سمجھی کھا گئیں صدیاں چپ چاپ

سارے پیغام کہیں کھو گئے ان را ہوں میں

اور اب کتنے تجھے خط لکھوں؟

کتنے پیغام لکھوں خط میں کہ اب لوٹ آنا

کتنی صدیاں ہیں ادا سی میں کہیں ڈوبی ہوئی

یہ صدی بھی نہ گزر جائے کہیں تیرے بغیر



درد ہوتا ہے تو چہرہ بھی حسین لگتا ہے

دل بہلتا بھی نہیں جنم بھی تھک جاتا ہے

کتنے افسر دہ خیالات میں کھوئی ہوئی وہ

کتنے غمگین سے دریاؤں میں ڈوبا ہوا میں

کوئی رہتا ہے ہوا اُں میں کہیں بکھرا ہوا

کوئی رہتا ہے صد اُں میں کہیں ٹوٹا ہوا

جان بھی جاتی نہیں

سانس بھی آتی نہیں

کون سے غم میں تجھے بھول گئے

کس خوشی میں ہے تجھے یاد کیا

ٹھیک سے یاد نہیں کب ہوئے آباد بھی ہم

ایک وہ ہے جو کسی غم سے جڑا رہتا ہے

جس کے ہر درد کو جی بھر کے سہا ہے ہم نے

جس کے دکھ صدیوں سے سہتے ہوئے آئے ہیں یہاں

آئینہ جھوٹ بھی کہہ دے تو بڑی بات نہیں

یہ تو صدیوں کی ریاضت سے عیال ہے ہم پر

درد ہوتا ہے تو چڑہ بھی حسین لگتا ہے



لتنی عید یہ اداس ہیں تم بن

ایک تھوا ر سا چل نکلا ہے

لوگ ہاتھوں میں لیے پھرتے ہیں گجرے ہر ٹو

سب نے محبوب بنا رکھے ہیں اپنے اپنے

ہم بھی انجان سی اک بھیڑ میں سب دیکھتے ہیں

ہم بھی کھوئے ہوئے رہتے ہیں ہر اک چہرے میں

ہم تمہیں کھو ج رہے ہوتے ہیں

ہم تمہیں ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں

جب ہمیں پھول بھی اس حال میں تکتے ہیں تو ہنس پڑتے ہیں

اب بھلا کس کے لیے پھول خریدے جائیں

کس لیے ہاتھ میں ہم گھرے لیے پھرتے رہیں

تم کہاں ٹھیک سے محبوب بنے تھے اپنے

وہ تو ہم نے تمہیں محبوب سمجھ رکھا تھا

پھول ہنتے ہیں تو ہنتے جائیں

جس میں تم پاس نہیں آسکتے

جس میں تم راس نہیں آسکتے

جس میں ہم دیکھ نہ پائیں تم کو

ایسے تھوار کو ہم عید نہیں کہہ سکتے



یاد آنے سے تو بہتر تھا کہ خود لوٹ آتے

بانکپن خاک ہوا، پیر ہن چاک ہوا

اور آواز کی بھی دھجیاں بکھری ہوئی ہیں

ذہن چلا یا بہت

خواب پچھتا یا بہت

تجھ سے کچھ ربط ابھی باقی ہیں

کتنا بھولے ہیں تجھے

بے تھاشہ ہے تجھے یاد کیا

تیری یادوں سے کوئی محل بنانا ہے ہمیں

جس میں تم آؤ گے تو دل کے حسین تخت پہ بٹھائیں گے

ایسی مزدوری کو یہ عمر بہت ہی کم ہے

سانس رکتی ہوئی آتی ہے نظر

لوٹ آؤ گے کبھی، یہ بھی نہیں ہے معلوم

ذہن کے سارے در تیج ہیں اجرنے والے

میں نے مشکل سے سمیٹا ہے کئی اشکوں کو

یاد آنے سے تو بہتر نھا کہ خود لوٹ آتے



پھر تمہیں یاد کیا

پھر تمہیں یاد کیا، جو میں، بیماری میں

راکھ ہوتی ہوئی پینائی کے ہر ریشے میں

بات کی تہہ کے بہت آخر میں

رات کی ذات کے اندر جا کر

دشت کو پیاس میں دریاؤں کے کچھ خواب دکھا کر ہم نے

خود کو تمہائی میں خود پاس بلا کر اپنے

پھر تمہیں یاد کیا

اور ہر رات کو اک راز بتا کر چپ چاپ

ایک لمحے میں کئی صدیاں بتا کر چپ چاپ
ایک تصویر کو سینے سے لگا کر چپ چاپ
پھر تمہیں یاد کیا شہر کے دیر انوں میں
سنس لیتی ہوئی زخمی چڑیا
صحن میں آ کے گری، ہم نے اٹھایا تو اسے کمرے میں لے کر آئے
سامنے رکھ کے اسے اور بہت رو رو کر
پھر تمہیں یاد کیا ہے ہم نے ----



ہجر سویا ہے کئی صدیوں سے

نیتیں سچ بھی اگر ہوں تو مقدر پہ ہی بات آتی ہے
اجر کی آس میں اب عمر بتائی تو نہیں جاسکتی

بعد میں بھی کوئی مل سکتا ہے

کون روایا ہے کسے ہے پروا؟

لوٹ کر پھر ہمیں تیری ہی طرف جانا ہے

کون روکے گا ہمیں؟

پہلے بھی کون بھلا روک سکا تھا ہم کو

ہم کو آنا تھا، چلے آئے ہیں

تیرے آنے کی بھی امید لگا بیٹھے ہیں

اور یقین پوچھو تو نیت بھی بہت سگی ہے

ایسی امید پہ ہم عمر بتانے کے لیے راضی ہیں

چند لمحوں میں کئی صدیاں بتا بیٹھے ہیں

ہم نے بازار سے خوشیوں کی کئی شالیں خریدی ہیں تمہاری خاطر

اور سب دکھ انہی شالوں میں چھپا رکھے ہیں

اور بس دکھ ہی نہیں،

بھر بھی شال کو اوڑھے ہوئے سویا ہے کئی صدیوں سے

جو ترے آنے پہنچنے سے جاگے شاید

اور کہیں دور چلا جائے مری دنیا سے

اور میں وصل کو سینے سے لگاؤں اپنے



تم کہاں چلیں سے سوئے ہوئے رہتے ہو مرے بھر زدہ؟

زندگی لاش بنی پھرتی ہے

آرزو بین کیے جاتی ہے

ابرا یسے ہیں جو آنکھوں میں برستے ہیں تو تھمتے ہی نہیں

حرقوں کا کوئی ماتم ہے کہ ٹلتا ہی نہیں

یہ اُداسی ہے جو آتی ہے تو جاتی ہی نہیں

کون سی رُت ہے کوئی نام نہیں ہے اس کا
ایک لاچار سی بیوہ ہے کوئی ستانہیں ہے جس کی
ایسے حسرت کوئی بیٹھی ہے کسی درد کی چادر اوڑھے
درد بھی صدیوں پر انکا کہ جسے دیکھتے ہی درد جنم لینے لگیں اور نئے
اور اس کرب مسلسل میں تری یاد دلا سہ جو کہیں دے جائے
چند لمحوں کے لیے آنکھ گالیتے ہیں
حسرتیں پھر بھی نہیں سوپاتیں
تم کہاں چلیں سے سوئے ہوئے رہتے ہو مرے ہجرا زدہ؟



چاند تو اب بھی دیوانہ ہی سمجھتا ہے ہمیں

ایک لمحے میں کہاں حال بدل سکتا ہے

اور لمحات بھی صدیوں جیسے
جو گزر کر بھی گزرتے ہی نہیں
اور اک ہم بھی تو ہیں جاں سے گزرتے ہی نہیں
! تم کسی روز ملو
چند لمحات سہی پاس تو آکر بیٹھو
ایک مدت سے تمہارے وہ گھنے بالوں کی گتھی کو نہیں سمجھایا
ہم کوہر ایک پہنیل کا جواب آتا ہے
تم بھارت کوئی ڈالو تو سہی
اب تمہاری کئی باتوں سے کوئی بات نکالی ہی نہیں صدیوں سے
اب کے مدت سے تمہارا وہ کبھی دھیان بٹایا ہی نہیں
تم کو باتوں میں لگا کر یونہی ہاتھوں پہ اچانک کوئی انگلی بھی لگائے ہوئے عرصہ بیتا
تم جو با تیں ذرا دھیرے سے مرے کان میں کہہ دیتے تھے
میں وہ باتیں وہیں چل لے کے ستاروں کو بتا دیتا تھا

اور تم بھی تو نسکرتے تھے

تم کسی روز ملو

آکے دیکھو تو سہی

چاند تو اب بھی دیوانہ ہی سمجھتا ہے ہمیں



آؤ کچھ یاد دلاتا ہوں جو تم کہتے تھے

سانس لینا بھی کوئی چینا ہے؟

تم نہیں، تم جو نہیں ہو تو کوئی اور بھی کیوں؟

میں نے خوابوں میں بھی دیکھا تھا تمہیں اپنا ہی

جو مجھے تم سے جدا کر دے وہ رُت ہے ہی نہیں

اس قدر ٹوٹ کے تم مجھ سے ملو تو اک بار

اور تم اتنا ملو مجھ سے کہ پھر جانہ سکو
میں نے چاہا ہے تمہیں صدیوں سے
میری صدیاں تو تمہارے کئی لمحات میں کھو جاتی ہیں
میری باتیں تو تمہاری ہی کسی بات میں کھو جاتی ہیں
میری نیندیں بھی تمہاری ہی کسی رات میں سو جاتی ہیں
زہر تو جان فقط لے گا مگر تم کو بھلا کیسے نکالے گا مرے اندر سے
بھر کا نام بھی سوچوں تو یہی لگتا ہے
جیسے اس جسم سے یہ روح نکل جاتی ہے
روح سے جسم جدا ہوتے نظر آتا ہے
میرے لمحات میں صدیوں کو بسائے ہوئے شخص
کیا تمہیں یاد ہے سب؟ تم ہی کہا کرتے تھے



ڈس گئی تیری مسیحائی مجھے

ہم تو سمجھے تھے مسیح سے زیادہ تم کو

تم نے بھی کم تو نہیں کچھ بھی کیا

زخم پر زخم سجا یا تم نے

زخم چہرے پر لگایا تم نے

سامنے بیٹھ کے دیکھا ہے مجھے

اور دیکھا بھی مجھے حد سے سوا ہے تم نے

اور ہنستے بھی رہے ہو مجھ پر

اور جب زخم پر تم زخم لگادیتے تو کہہ جاتے تھے

زخم ہی زخم سے کر سکتا ہے زخموں کا علاج

یہ عجب زخم ہیں جن سے نہ کبھی درد ہوا

نہ کوئی ٹیس اُٹھی شدت سے

زخم بھی صدیوں پر اُنے ہیں کہ جب جلتے ہیں

ایک ہی چہرہ نظر آتا ہے چاروں جانب

روح مفلوج سی ہو جاتی ہے

اور احساس سے بھی دور نکل جاتا ہے یہ جسم کہیں

اور صدیاں مرے لمحات میں آ جاتی ہیں



آ کبھی کھل کے ہنسیں ہم دونوں

لوگ بکھرے ہوئے بالوں کا سب کیا جائیں

وقت کی ریت سے واقف تو بہت ہو تم بھی

ویسے بدلاو توہر چیز میں ہو سکتا ہے

جس طرح تم۔۔۔

اور پھر تم تو مثالوں سے کہیں آگے ہو

! کس طرح تم نے مری صدیاں بھلا دیں؟ بولو

میں نے بھی تم کو بھلانا ہے انہی لمحوں میں

اور پھر وقت سے آگے ہی کہیں جانا ہے

اس سے پہلے کہ بھلا دوں تم کو

تم اسی وقت سے پہلے ہی چلے آؤ بیاں

آؤ پھر مل کے بھائیں صدیاں

آؤ پھر کھل کے ہنسیں ہم دونوں



ہو بھی سکتا ہے کبھی تم آؤ

ہو بھی سکتا ہے کہ تم خواب کی پوشش کر آؤ

اور اترو مرے آنگن میں کبھی
میں بھی دیکھوں تمہیں بند آنکھوں سے
تم کو محسوس کروں چپکے سے
ہو بھی سکتا ہے کوئی بات چھپائی ہو کسی لڑکی نے
ایک لڑکی جو کسی اور طرح ملتی تھی
اور مجھتری تھی کسی اور طرح
ہو بھی سکتا ہے کوئی قید ہوا ک عمر کے زندگی میں کہیں
آنچا ہے وہ گر آہی نہیں سکتا ہو
ہو بھی سکتا ہے جسے عمر تھما دی جائے
جس کو حد سے بھی سوا چاہا ہو
وہ اگر جھوٹ بھی بولے جائے
یوں لگے اس سے بڑا سچ ہی نہیں ہے کوئی
ہو بھی سکتا ہے فقط تم ہو یہاں

دیر تک، دور تک، لمحوں میں صدیوں کی طرح پھیلے ہوئے
ہو بھی سکتا ہے کبھی پاس مرے ہوتے ہوئے، تم آؤ۔۔۔



ہم ترا بھر لکھا کرتے تھے دیواروں پر

بہاں کچھ لکھنے پہ پابندی ہے
یہی پیغام تو لکھا ہے سبھی شہر کی دیواروں پر
لکھنے والے کو کڑی سے بھی کڑی ہو گی سزا
پھر بھی ہم لکھتے رہے شہر کی دیواروں پر
اک ترا بھر، تھے، اور تری باتوں کو
وہ بظاہر تو نظر آئی نہیں سکتا ہے
پھر بھی ہر بار کے لکھنے پہ سزا پائی ہے

جانے کیسے ہو اقانون یہ ہم پر لا گو
اب کریں بھی تو کریں کیا کہ کوئی سنتا نہیں
ہم ترا بھر کسی پیٹ پر لکھ آئے تھے
اتنی صدیوں کے گزر جانے پر اب تک ہے وہاں بے شمری
اور دیوار پر لکھنا ہے منع
جانے کس بات کا ڈر پھیل گیا شہر کے آثاروں پر
ہم ترا بھر لکھا کرتے تھے دیواروں پر



بخت کے ساتھ ہی ڈھل جاتے تو اچھا ہوتا

طلاق راتوں میں لکھے بخت کا پھر جفت سے ہوتا بھی تعلق کیسے؟
بخت بھی ایک سے گر ہوں تو کہیں جفت ہوا جاتا ہے

بخت خفته ہے کئی صدیوں سے

ہم کہیں اور بھکتے ہوئے پھرتے ہیں کئی صدیوں سے

صدیوں پہلے ہی کہیں بخت میں تم لکھے تھے

اور پھر ساتھ کہیں لے گئے جاتے ہوئے صدیاں میری

اب تو ہمت بھی نہیں ہے کہ تمہیں ڈھونڈیں ہم

بخت برگشته لیے پھرتے ہیں گلیوں گلیوں

ہم تو بس اتنا ہی کر سکتے ہیں

بخت بھی کتنا عجب ہے جس پر

بس کبھی اپنا چلا سکتے نہیں

ہاتھ میں ہوتے ہوئے ہاتھ میں لے سکتے نہیں

بخت پر بس جو چلا کرتا تو پھر ہجر کو ہم سخت سزادے دیتے

اور ٹھہراتے اسے موت کی اک گھاٹی میں

یا اسے آگ لگادیتے کسی جنگل میں

کیسے تم ہم سے کہیں کھو جاتے

کیسے چپ چاپ جدا ہو سکتے

بخت ڈھلنا تھا سو ڈھلتا ہی گیا

اور اب بختِ رسیدہ ہی لیے سوچتے ہیں

بخت کے ساتھ ہی ڈھل جاتے تو اچھا ہوتا



یہ دلasse بھی بہت ہے دل کو

چھوٹ چہرے پہ بنے نقشِ مٹا سکتا نہیں

باتِ دب جائے تو اک روز نکل آتی ہے

کوئی بچھڑے تو کہیں خواب میں مل جائے تو مل جائے فقط

ورنہ صدیوں کی اذیت تو نہیں جا سکتی

دن نکلتا ہے تو اک آس سی لگ جاتی ہے

آنکھ رستوں پر گلی رہتی ہے

تیرے آنے کی کوئی راہ نظر آجائے

رات ہوتی ہے تو دل ڈرتا ہے

چاند خاموش کھڑا دیکھتا ہے فقط

بولتا ہی نہیں سنتا ہے مگر سب باتیں

کوئی تو ہے جو کوئی بات سنائے کرتا ہے

یہ دلاسہ بھی بہت ہے دل کو

یہ تسلی ہے جو آباد کیے رکھتی ہے

ایک محبوب ساچھرہ ہے جو کھلتا ہی نہیں

لیکن آنکھوں کا محاذی بھی بنارہتا ہے

جس طرح، جیسا بھی، جس بھانت میں ہے، ہے تو سہی

یہ دلاسہ بھی بہت ہے دل کو



روئے جانے کا سبب بھول گئیں ہیں آنکھیں

درد کو ضبط کی تحویل میں رکھنا ہی بہت موزوں ہے

ایک دیوار اگر ضبط کی گرجائے تو آنکھیں بھی اجڑ جاتی ہیں

کوئی بھولا ہوا جب لوٹ نہیں پاتا تو

کون ادا سی کے سوا ہاتھ ملانے کے لیے آتا ہے؟

کوئی پچھڑا تو کہیں لوٹ نہیں پایا کئی صدیوں سے

گھر کی ویران فضاب بھی سسکتی ہے یہاں

صرف روئی ہے، بلاتا تو اسے بھول گئی

صدیوں پہلے جو ملیں، یاد کہاں رہتے ہیں

اور اک پل میں کہیں ملنے پچھڑنے والے

چند لمحات میں لے جاتے ہیں صدیاں کتنی

ٹھیک سے یاد نہیں ہے ہم کو

کون سا خواب کہاں ٹوٹا تھا صدیوں پہلے

اشک ریزی تھی نقطہ ایک ہی پیکر کے لیے

اب یہ عالم ہے کہ عادت سی ہوئی جاتی ہے

روئے جانے کا سبب بھول گئی ہیں آنکھیں



کس کے ہاتھوں میں تلاشوں میں یہاں بخت رسا

وصل کی گلھڑی کو کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے اب کون یہاں لاتا ہے؟

ہم تو بس بھر کو بردوش کیے پھرتے ہیں

کون لاتا ہے یہاں خط جس میں

لوٹ آنے کا وہ بے نام سا و عدہ ہی فقط لکھا ہو

کون دیتا ہے رفاقت سے بھرے کچھ لمحے

کون ہو نٹوں پہ سجائے ہوئے مسکان پلٹ آتا ہے

کون کہتا ہے کہ یہ ذات تمہاری ہے کئی صدیوں سے

کس لیے نیند خفاہ ہے ہمیں معلوم نہیں

لے گیا کون، کہاں، کب مرے خوابوں کو بھی معلوم نہیں

بر گزیدہ سا کوئی دن کہیں موجود ہے ان صدیوں میں؟

تو کہاں ہے اے مرے بخت رسا

آکے اک بار تو مل

میں تجھے دیکھ تو لوں

کس کے ہاتھوں میں تلاشوں میں یہاں بخت رسا



کیا پھر نے کامہورت بھی ہوا کرتا ہے؟

صورت حال عجب ہوتی ہے

حال احوال جو ویرانوں میں کھو جاتا ہے

خاک اڑتی ہے تو آنکھوں میں تو پڑ جاتے ہیں کچھ ذرے بھی

لوگ تو وصل کو تھوار سمجھ لیتے ہیں

اور مناتے ہیں بہت خوشیاں بھی

لوگ تو ہجر سے ڈرتے ہی نہیں

جس طرح عام سی تعطیل کا دن ہوتا ہے

اس طرح لوگ یہاں ہجر منالیتے ہیں

اور پھر تے ہیں وہ اس شان کے ساتھ
جیسے معمولی سی اک بات ہو اکرتی ہے
جیسے اگلے ہی کسی لمحے انہیں ملنا ہو
لوگ جانے ہی نہیں بھر کا مطلب شاید
بھر پھیلا ہوا رہتا ہے کئی صد یوں پر
لوگ کیوں بھر کو معمولی سمجھ لیتے ہیں
کیا پھر نے کامہورت بھی ہوا کرتا ہے؟



میٹھی نظر وں سے ادا کی نے ہمیں بجانپ لیا

پھر ہمیں ٹھیک سے پہچان لیا

ہم نے بھی مان لیا

کتنی الفت سے ہمارے وہ بہت پاس آئی

ہم نے پہچان لیا

کیا اثر تھا کہ جسے روک نہیں پائے ہم

ہم بچاہی نہیں پائے خود کو

زندگی اتنی بھی معصوم ہوا کرتی ہے معلوم نہ تھا

جو ادای کے کسی دھوکے میں آسکتی ہے

اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا تھا

ایک میٹھی سی نظر کچھ بھی تو کر سکتی ہے

ہم نے بھی ٹھان لیا

اور پھر خود کو حوالے ہی کیا ہے اُس کے

کتنی صدیاں ہی ادای کو تمہادیں ہم نے

میٹھی نظر دل سے ادا کی نے ہمیں بجانپ لیا

ہم نے بھی مان لیا



اتنے انداز بدل یتی ہے خاموشی بھی

بات ہو سکتی ہے خاموش ہی رہ جانے سے

خامشی کے بھی تو انداز ہوا کرتے ہیں

اس کا اپنا ہی الگ لہجہ ہے

بات کرنے کے لیے رات بھی ہو سکتی ہے

رات تو دیسے بھی چپ چاپ پڑی رہتی ہے اک کونے میں

رات سر گوشی تو کر سکتی ہے

بات ہو سکتی ہے خاموشی سے
اور خاموشی کہیں شور چاہ سکتی ہے
اور آواز بھی آتی ہی نہیں
خامشی شہر میں آجائے تو ناراض ہوئی رہتی ہے
اور لہجہ بھی دکھادیتی ہے
خامشی جسم کے اندر بھی ہو اکرتی ہے
روح میں بھی ہے الگ سے ہی کوئی خاموشی
روح اور جسم کی خاموشی کے مل جانے سے اک بات جنم لیتی ہے
اور پھر دور تک پھیلتی جاتی ہے وہ خاموشی سے
انتہے انداز بدل لیتی ہے خاموشی بھی
جیسے صدیاں بھی تو خاموش پڑی رہتی ہیں
اور خاموشی سے ہر بات بتا دیتی ہیں



ہم اسے یاد بہت کرتے ہیں خاموشی سے

ہم اسے بھول کے خوش تھے ہی نہیں

ہم نے ہر لمحہ بھلا کیا اس کو

اور بھلا تھے ہوئے ہر لمحے میں پھیلیں صدیاں

کوئی لمحہ بھی ہمیں یاد دلاتا ہی نہیں

ہم نے مانا ہی نہیں ہم نے اسے یاد کیا

اور ہم بھول گئے سب باتیں

اور پھر شور میں چپ چاپ کہیں بیٹھ گئے

ہم اسے بھول گئے ٹھیک طرح

ہم نے آوازوں میں اس دل کو لگانے کی بہت کوشش کی

ہم تو جگل میں گئے تب بھی یہی کہتے رہے پیڑوں سے

اور کھساروں میں چلا کے یہی بات کہی

ہم اسے بھول گئے ٹھیک طرح

لیکن آواز پہاڑوں سے پلت کرہی نہیں آتی تھی

اور اگر آتی تو اک بھولی ہوئی یاد پلت آتی تھی

اور وہ بھی بڑی خاموشی سے

بھولتے بھولنے تھک ہار گئے

اور خاموشی سے اس بات کو تسلیم کیا

ہم اسے یاد بہت کرتے ہیں خاموشی سے



روح نے تم سے محبت کی ہے

دل ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں سب شہروں میں

ہر کوئی عشق کے رستوں پر نکل پڑتا ہے جیسے چاہے

یہ عجب رسم سی چل نکلی ہے

دل گھسیتا ہی گیا گلیوں میں، خاک میں نوب ملا

چاہے جانے کی ہی عادت سی پڑی ہے دل کو

دل توہر بات پر روپڑتا ہے

دل کو اپنے بھی کئی دکھ بیں کہ جاتے ہی نہیں

دل کی آواز سے دھرتی بھی دہل جاتی ہے

لڑکھڑائی ہوئی رہتی ہے یہ آواز بھی

دل محبت ہے، محبت سے بھرا رہتا ہے

لیکن اس دل میں کئی اور جگہیں بھی بیں بہت

اس میں آتی ہیں کئی صدیاں بھی

اس کی وسعت میں سمندر بھی تو آسکتے ہیں

اس میں گر تم کو بساتے بھی تو گھل مل کہیں جاتے تم بھی

اس لیے ہم نے تمہیں روح سے اپنایا ہے

روح میں تم کو پور کھا ہے تسبیح کے دانوں کی طرح

روح تو دل سے کہیں گھری ہے

روح نے تم سے محبت کی ہے



تم بھی ناراض ہوئے رہتے ہو

بے بھی ابر سا بن بن کے بر س جاتی ہے

اور ہر چیز بھگو دیتی ہے

کتنے پیان بھگوئے اس نے

کتنے امکان بھگوئے اس نے

کتنی روحوں کو کیا ہے گھائل

کتنے انسان بھگوئے اس نے

اور چپ چاپ کھڑی دیکھتی رہتی ہے تماشا ہی کئی صدیوں سے

نے پاسی کو بلا لیتی ہے خاموشی سے

اور پھر ہاتھ ملا لیتی ہے

اور اک تم بھی تو محسوس نہیں کر سکتے

تم تو آتے ہو گلہ کر کے چلے جاتے ہو

تم بھی ناراض ہوئے رہتے ہو

ہم جو روٹھیں تو کسی طور مناؤ تم بھی

تم تو پہلے سے ہی ناراض ہوئے رہتے ہو



میں نے خوش ہو کے ہی خوشیوں کو کیا تھا رخصت

پھر مرے گھر میں چلی آئیں تھیں کچھ خوشیاں بھی

ٹھیک سے میں نے بٹھا لایا تھا انہیں

اور خدمت بھی بہت کیں کیں میں نے

ان سے با تین بھی بہت کیں کیں میں نے

اور پھر ان کو ذرا جلدی تھی

شہر سے دور بہت جانا تھا

میں نے پھر خود سے ہی سوچا کہ میں مہماںوں کو

خالی ہاتھ اس طرح بھیجوں، یہ مناسب تو نہیں

اس لیے میں نے سن بھالی ہوئی کچھ خوشیاں نکالیں کسی صندوق سے اور دے دیں نئی
خوشیوں کو

باقی سب درد تھے صندوق سے جو میں نے نکالے ہی نہیں

میں نے خوشیوں سے چھپائے رکھے

اس طرح سے ہی کیا خوشیوں کو رخصت میں نے

وہ بھی خوش ہو کے گئیں اور گلے مل کے گئیں آخربی بار
اور پہلے سے بڑی خوشیاں بھی خوش تھیں اس بار
جن کو جانا تھا کہیں ساتھ نئی خوشیوں کے
اس لیے روک نہیں پایا انہیں جانے سے
چند لمحوں میں کیا تھار خست
اور لمحات بھی صدیوں جیسے
یوں گئیں پھر کبھی لوٹی ہی نہیں ہیں واپس
میں نے خوش ہو کے ہی خوشیوں کو کیا تھار خست



انتا آسائ تو نہیں ہجر سے ہجرت کرنا

تم سمجھتے تھے کہ دو چار قدم چلنا ہے

اور منزل پہ پہنچ جاتا ہے

کتنا آسان سفر لگتا تھا

منجب ہوتا گیا وقت بھی آسانی میں

ہم تو پہلے ہی کہا کرتے تھے

ہر قدم موت ہے ہم جانتے ہیں

تم سمجھتے ہی کہاں تھے ہم کو

تم کو جانا تھا کہیں اور مگر بھولے سے آنکھ انہی را ہوں میں

ہم کو پہلے سے پتا تھا کہ بکھرنا ہے ہمیں

تم نے لمحات بھی کب چھوڑے ہیں

تم تو سب ساتھ ہی لے جاؤ گے ہم جانتے تھے ۔۔۔

اور لمحات کو صدیوں میں بدلنے والے

کاش تم نے بھی کسی درد کو سمجھا ہوتا

پھر ہماری انہی صدیوں سے نکل کر نہیں جاتے تم بھی

تم تو آسمانی سے کہتے ہو کوئی بات نہیں

اب بھلا کیسے یہ سمجھائیں تمہیں

اتنا آسمان تو نہیں ہجر سے ہجرت کرنا



اے مرے ہوش زبا

ضبط بے حال ہوا

درد بے چین ہوا

آگ سلاکنے لگی

راکھ بھی اڑنے لگی

زخم ناسور ہوئے جانے کو بیتاب ہوئے

در در گ رگ میں کیے جانے لگا ہے گردش

ذہن نے دل پہ جو دیوار بنار کھی تھی وہ گرنے لگی

سانس کا سینا ادھڑتا ہوا آتا ہے نظر

کپکپی آگئی آواز میں اب صدیوں کی

آرزو ڈسنے لگی ہے ہم کو

حرستیں ہننے لگیں ہیں ہم پر

اتی شدت سے ادا سی نے کوئی دار کیا

جیسے نیزہ سا کوئی روح میں پیوست ہوا

اور کچھ اس طرح بیوست ہوا

روح کو بھی کوئی اب را نہیں ملتی نکلنے کے لیے

اس قدر کرب کا عالم ہے تمہیں کیسے کہیں

ا تو کہاں ہے؟ اے مرے ہوش زبا



تم تو صدیوں سے کہیں پہلے ملے تھے ہم سے

راہ میں بکھرے ہوئے پتے اٹھا کر لانا

اور پھر لا کے کتابوں میں انہیں رکھ دینا

جانے کس بات کا احساس دلاتا تھا ہمیں

تم تو صدیوں سے کہیں پہلے ملے تھے ہم سے

اس سے بھی پہلے اداسی نے ہمیں اپنایا

اور اداسی بھی تو صدیاں کئی لے کر آئی

ہم کونروان ملا دنیا سے

تب بھی محسوس کیا تھا ہم نے

صدیوں پہلے کی وہ صدیاں بھی تو گزری ہی نہیں ہیں اب تک

ہم تو مخصوص ہوا کرتے تھے

شاید ایسے ہی ہمیں جینا تھا

اور جیتے بھی تو آئے ہیں کئی صدیوں سے

اور صدیوں میں اداسی کے سوا کچھ بھی نہ تھا

تم تو صدیوں سے کہیں پہلے ملے تھے ہم سے

اور پھر صدیوں نے رکھا ہے ہمیشہ ہی اداس



آخری خط ہی تو پہلا خط ہے

لتے دکھ درد ہیں صدیوں کے

اداسی کی سیاہی سے ملا کر جواتارے ہیں کسی کاغذ پر

اور پھر خط تمہیں لکھا ہے بہت آخر میں

ہو بھی سکتا ہے کہ تم تک یہ پہنچ ہی جائے

میرے لمحات تو تم ساتھ کہیں لے ہی گئے

اور پھر دے گئے صدیاں مجھ کو

اک اداسی سے بھری چند ادھوری صدیاں

جو کہ صدیوں سے مکمل ہی نہیں ہو پائیں

ان کی تکمیل بتاؤ تو جلا ممکن ہے

اک تمہاری ہی کمی ہے کہ جو پھیلی ہے مری صدیوں میں

اور اک میں ہوں کہ ان میں کہیں بکھرا ہوا ہوں

سر ادھر، پاؤں ادھر، روح توجانے ہی کہاں ہے اپنی

کوئی آسانی نہیں، کوئی چارہ ہی نہیں

یوں بلا یا بھی نہیں جاسکتا

پاس جایا بھی نہیں جاسکتا

خط مسلسل تمہیں لکھے بھی نہیں جاسکتے

اور ہر بات بتائی بھی نہیں جاسکتی

تم تو سنے بھی کہاں آتے ہو

اتئی صدیوں میں فقط ایک ہی خط لکھا ہے

جانے اب کیسے وہ تم تک پہنچے

تم پڑھو یانہ پڑھو

ہم نے لکھا ہے تو بس لکھا ہے

اس میں لکھا ہے محبت کے ہی بارے کچھ کچھ

اور لکھا ہے ادا سی کے بھی بارے سب کچھ

اور آخر میں یہ لکھا ہے کہ اب لوٹ آؤ

اس سے آگے مجھے لکھنا بھی نہیں آتا ہے

میں نے سیکھا ہے فقط سہنا ہی

آخری خط ہی تو پہلا خط ہے



یہ صدی بھی ادا س ہے تم بن

اے مرے بھر زدہ

اے مری آنکھ سے بہتے ہوئے شخص

تم کسی روز چلے آؤ یہاں

آکے دیکھو تو مرے شام و سحر

آکے دیکھو تو سہی

یہ صدی بھی تو نہیں گر ری ہے پہلے کی طرح

اب تک ویسے کی ویسی ہی مسلط ہے مرے لمحوں پر

آکے دیکھو تو سہی اجرے ہوئے شہر کا نقشہ ساینا جاتا ہے میرا چہرہ

کس طرح لڑتا رہوں تھا میں ان صدیوں سے

میری سانسیں ہی مجھے جینے نہیں دیتی ہیں

میری آہیں ہیں کہ بس سانس نہیں لیتی ہیں

میری آنکھوں کے سمندر بھی تواب منتقل دشت ہوئے جاتے ہیں

میرے جذبات بھی دم توڑ رہے ہیں دیکھو

صرف اک خوف ہے بس خوف ہے اور تم ہی نہیں

ناہی موسم، نہ فضائیں، نہ بہاریں، نہ گلاب

کوئی بھی شہر کہاں راس مجھے آتا ہے

اور مرنابھی مرے بس میں نہیں

اور جینے کی کوئی آس نہیں ہے تم بن

کتنی صدیوں سے تری راہ میں رکھے ہوئے بیٹھے ہیں لگا ہیں اپنی

اس صدی میں ہی کہیں لوٹ آؤ

ساتھ لاوہ مرے لمحات سمجھی

تم سے اس بار جو ہو پائے تواب لوٹ آؤ

پچھلی صدیوں کی طرح، جو نہیں گزریں اب تک

یہ صدی ہے جو اداسی میں پڑی ہے تم بن۔۔۔۔۔

یہ صدی بھی اُداس ہے تم بن

باب چہارم

(اشعار و قطعات)



قطعہ

انہیں بھی احساسِ رایگانی رہا نکل کر

ہم آنسوؤں کو بھی کس مصیبت میں ڈالتے ہیں

ہم ایسے بے بس ہیں اور کچھ بھی نہ کر سکیں تو

تری پر یثانیوں کو گالی نکالتے ہیں



دیکھ! ہر درد کو نکھار کے ہم

آگئے اپنا آپ مار کے ہم

اب تو نقصان بھر صدائوں کا

تھک گئے ہیں تجھے پکار کے ہم

اس وسیع و عریض دنیا میں

یار اپنا ہے اور یار کے ہم



کسی کا بولنا ہے زندگی مجھے

کسی کی خامشی مجھے زوال ہے

مجھے تو آج تک تمہارے بعد بھی

ذر از راسی بات کامل لالہ ہے



! ہے انالحق کہیں! کہیں ہے فنا

! کوئی توراز، آدمی ہے ضرور



اب اُس سے ندامت کی توقع بھی کہاں تک؟

! جو سود فراموش ہے! پھر زود فراموش



قطعہ

! اب ترے سوگ میں تکلیف نہ ہو آنکھوں کو

! ایسا کچھ کر دے کہ ماتم نہ منانے پائیں

! تیرا منہ مارتا ہے ورنہ ترے لوگوں کو

! میں تو وہ بات کہوں، سرنہ اٹھانے پائیں



وہ جس کو دیکھنے والے کہیں کے رہتے نہیں

اُسے بھی آنکھ لگاتا ردیکیجھ آئی ہے

تمہاری آنکھ کو چوموں یہ مجھ پہ واجب ہے

تمہاری آنکھ مرایا ردیکیجھ آئی ہے



آن اترا ہے ممن میں یار نرالا وہ

اس کالی دنیا میں ایک اچالا وہ

اُس کے نام کو عزت دینے والے ہم

اس عزت کو خاک سمجھنے والا وہ

باہر سے ہے رنگ رنگیا! گور اسا

من دیکھو تو! پورے من کا کالا وہ



چاہے کوئی بھی رابطہ رکھانہ واسطہ

اتنا کیا کہ اس نے بھلایا نہیں مجھے

میری زبان پر رہتا ہے حضرت علیؑ کا نام

مشکل نے ہاتھ تک بھی لگایا نہیں مجھے

یارو! میں جانتا ہوں وہ کیوں ہے گریز پا

ایسا نہیں کہ اس نے بتایا نہیں مجھے



میری تکلیف مجھ سے میرے دوست

زخم پر ہاتھ رکھ کے پوچھتے ہیں



بھلا کیوں ترس کھانے لگ گئے ہو

ہمارے منہ پر بے چارہ لکھا ہے؟

میں پھر ناکام ٹھہر اور کسی کی

حسین آنکھوں میں دوبارہ لکھا ہے



قطعہ

تمہارے شبدوں کو پڑھنے والا کوئی نہیں ہے

حسین تو ہیں بس ہماری خوشبو چلی گئی ہے

تمہارے لب تو گلاب جیسے ہیں اب بھی لیکن

تمہاری باتوں سے ساری خوشبو چلی گئی ہے



قطعہ

”بس ایک بات، ”مجھے آپ سے محبت ہے“

میں ایک بات یہی بے وضو نہیں کہتا

جنوں میں ٹو مجھے کہتا ہے جو خدا اپنا

میں جانتا ہوں کہ یہ بات تو نہیں کہتا



پھر چوم کے بیزاری مجھے بول گئی ہے

تجھ سا نہیں بیزاروں میں بیزار کوئی اور

تم روز سناتے ہو مجھے ایک سی خبریں

گلتا ہے کہ پڑھتے نہیں اخبار کوئی اور

ہر ایک کو سہنے کا ہنر سیکھ تو لیتے

آزار نہیں دیکھتے آزار کوئی اور



اسے یہ کیسے کہوں ہچکیاں بھی لیں میں نے

ابھی تورونے کا اس کو یقین دلانا ہے



ٹو مجھے لگتی نہیں بیوگی سہنے والی

روز کیوں آنکھیں تری مرگ سجا لیتی ہیں

لوگ بھی کیسے رکھیں خواب ترے آنکھوں میں

میری آنکھیں ہیں جو ہر بوجھ اٹھاتی ہیں

ایسے ہی حجمیل سی لگتیں تو نہیں لوگوں کو

اس کی آنکھیں مری آنکھوں سے دعا لیتی ہیں



دے رہا ہوں دوش اپنے آپ کو
تیرے طوٹے اڑ گئے ہیں کس لیے؟



راستوں میں کہیں ہمیں کوئی
اتفاق بھی اب نہیں ملتا



اب یہ عالم ہے جس کہ میں ان سے
احترام اگلہ نہیں کرتا



ابھی جہاں ہوں وہاں سے تلوٹ آنے دو

میں ایک بار محبت کروں گا پھر تم سے



دل کو لازم ہے کہ تکلیف سہے ٹوٹا رہے

مجھ کو اوقات مری یاد دلاتے رہنا



ہم خاک، گدا، ہم سب عاجز،

تم پچنے ہوئے، مخصوص پیا



کتنا آسان تھا ہمیں جانال

پھر تجھی سی فریب کھالینا



نکل کر در دل فظوں سے مراد بھیج لیتے ہیں

مجھے یہ شاعری اکثر بہت تکلیف دیتی ہے



قطعہ

یہ انتظار غصب تھا، بہت برا تھا سو ہم

اس انتظار میں جیون بھی اپنا ہار گئے

کسی کے واسطے دنیا کا بوجھ ڈھونا پڑا

پھر اپنے کاندھوں سے یہ بوجھ بھی اُتار گئے



قطعہ

اس سے کہہ دو بھی سہولت سے

جو بھی کہنا ہے آکے کہہ جائے

یہ نہ ہو میں اُسے بھلاؤں

بات ہی ختم ہو کے رہ جائے



قطعہ

مجھ سے گرفاندہ نہیں تو پھر

مجھ سے نقصان بھی نہیں ہو گا

یاد بھی کم ہی آؤں گا تجھ کو

ٹوپریشان بھی نہیں ہو گا



قطعہ

خود کو برباد کر کے دیکھنا ہے

پھر تمہیں یاد کر کے دیکھنا ہے

و سعٰتِ درد جا نچنی ہے مجھے

ہجر آباد کر کے دیکھنا ہے



یادیں، میں، کچھ ٹوٹے پتے، صندل، جنگل، بارش تھی

بانسرا کی گُوك پر رقصان جل تخل جل تخل بارش تھی

آنکھوں سے کچھ اتنا بر سی، یاد دریچہ ڈوب گیا

جانے کس کے پیار میں یارو، اتنی پاگل بارش تھی



دنیا وہ بھی چھین چکی ہے

ہم نے اُس کو جو دینا تھا

میرے دکھ پر ہنے والے

تھوڑا سا تو رو دینا تھا

وہ تو میں نے تھام لیا ہے

تم نے مجھ کو کھو دینا تھا



اس میں ہر بات ہی عذاب تھی

ایک ہی دوست تھا، کمال کا تھا



حسین ہو کہ نہیں یہ تمہارا مسئلہ ہے

ہمارا مسئلہ یہ ہے حسین لگتی ہو



نہیں، میں اب نہیں با توں میں آنا

تمہاری پھر طبیعت بھر گئی تو؟

یہ اب تک جو ترے حق میں رہی ہے

خموشی بھی کسی دن مر گئی تو؟

ساعت میں محبت بھرنے والے

تری آواز ہجرت کر گئی تو؟

اٹھے گا پھر ساعت کا جنازہ

تری آواز ہجرت کر گئی تو



وہ فیصلہ جسے دونوں نے کر لیا تسلیم

مرے خلاف تھا لیکن تمہارے حق میں نہ تھا



قطعہ

لگائے اس لیے سینے

کہاں جاتے بے چارے ذکھ

ہمیں محسوب ہونا ہے

ہمیں گنو اہمارے ذکھ



میرے کانوں میں محبت گھولی

تیری آواز کی درویشی نے



ایک دوبارہی تو کھل کے ہنسا

ایک دوبارہی ہم کھل کے جیے



بگ میں ہو مشغول گئی ہو، بھول گئی ہو

روند سنہرے پھول گئی ہو، بھول گئی ہو

دیواروں پر بیلیں بھی دم توڑ رہی ہیں

دے کر غم کو طول گئی ہو، بھول گئی ہو

ٹونے ہو گئے میرے باغ نصیبوں والے

تم تو جھولا جھول گئی ہو، بھول گئی ہو



دیکھا ایک تعلق کیسے کچا ہو کر ٹوٹا ہے

بن سوچے بن سمجھے تم جو پکے وعدے کرتے تھے



و دین یہی، ایمان یہی ہے، دھرم یہی ہے، زین

پیار کرو اور پیار کے اول آخر پیار کرو



کتنے اجلے پیارے تم

کتنی بد نظر دنیا

تیرے اور میرے نقش

کچھ نہیں، مگر دنیا

میرے سنگ لگتی تھی

اس کو مختصر دنیا

اس نے جس طرف دیکھا

ہو گئی اُدھر دنیا

وہ ہمارا سب کچھ ہے

! تجھ کو کیا خبر دنیا

کیا مجھے ملوگے تم؟

چھوڑ دوں اگر دنیا



وہ بہت مضطرب ہے مدت سے

زین تم اس کے ہو، بتاؤ اسے



ہمارے دل کی ہر دیوار اور اپر

تمہاری منزلت لکھی ہوئی تھی

تمہارے نام ہی رب نے ازل سے

ہماری سلطنت لکھی ہوئی تھی

تمہارا خط ملا جس میں جدا ہی

بطورِ مصلحت لکھی ہوئی تھی

وہ خط میں نے نہیں بھیجا تھا تم کو

وہ جس میں خیریت کمھی ہوئی تھی



رنگ محبت والے گھول رہی ہیں

ترچھی نظریں کیا کچھ بول رہی ہیں



سانس کا کرب سہہ لیا آخر

تیرے غم کی نظر اتارنی تھی

وہ ہمیں مارتی رہی ہر پل

تیری خواہش جو ہم نے مارنی تھی

جس طرح سے گزار دی ہم نے

زندگی یوں نہیں گزارنی تھی



وہ بھی کرتا رہا نئی باتیں

ہم بھی ہستے رہے پرانی ہنسی

مجھ زمیں زاد پر بھی ہستا ہے

روز اک شخص آسمانی ہنسی



کبھی کبھی تو سنہر اسا خواب لگتی تھیں

قریب ہو کے بھی مجھ کو سراب لگتی تھیں

میں اس کی باتیں جو سنتا تو ہوش کھو دیتا

گناہ جیسی تھیں پھر بھی ثواب لگتی تھیں

نہ جانے کیسے سہولت سے سہہ لیا اس نے

اُسے تو بھر کی باتیں عذاب لگتی تھیں



ٹھان لی ہے کہ ہم نے خوبیوں پر

احتجاجاً اداس رہنا ہے

آپ ہوں گے تو ہم نے بھی شاید

اتفاقاً اداس رہنا ہے

جس سے ملتا ہے، ہنس کے ملتا ہے

اور مرا جاً ادا س رہنا ہے

اب تو بس انکی یاد آنے پر

احتراماً ادا س رہنا ہے



خوشیوں کی ساعتیں سبھی فوراً گزر گئیں

لیکن ادا س رہنے کا موسم نہیں گیا

ہم نے تو سانحوں کے زمانے بھلا دیے

اب بھی ہمارے دل سے ترا غم نہیں گیا

اتنا تو ہے کہ کچھ تو رہا ہے ہمارے پاس

تم تو گئے پر آنکھ سے یہ نہیں گیا



بد لحاظ بن بن کر، بھولے بھالے نیوں کو

رات بھر بھگوتے ہیں، دکھ اداں لوگوں کے

کیا مجال ہے، پل بھر، غم کو نیند آجائے

ایک پل نہ سوتے ہیں، دکھ اداں لوگوں کے

راستے جدا بھی ہوں، فرق کچھ نہیں پڑتا

ایک جیسے ہوتے ہیں، دکھ اداں لوگوں کے



منتظر ہیں یہ گھر کی دیواریں

اب میں سمجھا ہوں بیل کا مقصد

دکھ سے آرام ملنے آیا ہے

ہو گا اب کچھ تو میل کا مقصد

عشق میں جیت ہو نہیں سکتی

ہار جانے ہے کھیل کا مقصد



جس میں آنکھیں ادا سر ہتی ہوں

بس وہی سب سے خاص موسم ہے



پھر سے تیرا ہو جانا ہی بہتر ہے

لیکنی تنہا ہو جانا ہی بہتر ہے؟

مل جل کرتا رے سمجھانے آئے ہیں

سو جاؤ اب سو جانا ہی بہتر ہے

اُس کی آنکھیں دیکھ کے سوچا کرتا ہوں

ان آنکھوں میں کھو جانا ہی بہتر ہے



چاند نی صحن میں اترے تو بہت روتا ہوں

جب بھی اب چاند نکلتا ہے تو دل ڈرتا ہے



رس ساعت میں جو گھلے ہوئے ہیں

تیری آواز کی کرامت ہے



وہ کبھی لوٹ کر چلا آئے

یہ میں اب فرض بھی نہیں کرتا



کچھ اس کے لفظ ہمیں توڑتاڑ دیتے ہیں

وہ سوچتا ہی نہیں ہے کلام کرتے ہوئے

ہمیں بتاؤ کہ دقت بھی پیش آئی کبھی؟

ہماری بانہوں میں شب بھر قیام کرتے ہوئے



مرے خیال کے جیسا خیال کوئی نہ تھا

ترے جواب کا شاید سوال کوئی نہ تھا



باعثِ چین ہیں مری خاطر

اک تراشہر، تیر اگھر اور تو



میں روپڑوں گالپٹ کر جو تیرے قدموں سے

ترے فراق کی تجھ سے شکایتیں کروں گا



اداس کرنے کی اُس نے بھی انتہا کر دی

اداس ہونے کا میں نے بھی حق ادا کیا ہے



کس نے یہ کہہ دیا تھا کہ فی الفور سوچتے

کچھ کچھ ٹھہر کے، کر کے ذرا غور سوچتے

اک دوسرے سے ہم نے کہی کیوں وفا کی بات

تم اور سوچ لیتے نا، ہم اور سوچتے

میرا خیال آنے پر تن گرائے کیوں؟

اتنا بر الگ تھا تو کچھ اور سوچتے



پرانی ڈائری اک، آج شب نکالی ہے

اسے پڑھا ہے تری یاد بھی منالی ہے

فقیر لوگ عجب بادشاہ ہوتے ہیں

کہ کائنات ہے مٹھی میں، جیب خالی ہے

یہ تم سدا کے لئے اب پچھڑ رہے ہو کیا؟

نہیں؟ تو پھر مری تصویر کیوں بنالی ہے؟



آج بدلا ہے راستہ ہم نے

آج اُس کا غرور ٹوٹا ہے

ہم کہاں اس کو ٹوٹنے دیتے

ہم سے ہو کر وہ دور ٹوٹا ہے



ملے گا کبھی تو شر دیکھ لینا

کرے گی محبت اثر دیکھ لینا

تمہاری طرف دیکھتا ہے زمانہ

خدا کے لیے تم ادھر دیکھ لینا



کسی کسی میں ہی ملتی ہے لذتِ گریا

ہر ایک غم سے لگاؤ تو ہونہیں سکتی

جو صرف رسمی تعلق ہوں، بول پڑتے ہیں

محبتوں میں بناؤ تو ہو نہیں سکتی

تمہارا غم جو منایا نہیں بہت دن سے

کچھ اور ہو گا تھکا وٹ تو ہو نہیں سکتی



نہ جانے زندگی میں اس قدر غم

کہاں سے آگئے ہیں منہ اٹھا کر؟

میں یوں ہی بے سبب رو تارہ تھا

وہ کتنا خوش تھا مجھ سے دور جا کر



طرح طرح کے فریب دے کر گزر رہا ہے

تمہارا غم بھی حساب لے کر گزر رہا ہے



باتیں سن رہا ہے جو ہر تیر ا مجھے

پڑنا ہے ایسے فرق بھلا کون سا مجھے

اس نے وفا، خلوص، محبت کے بارے سب

کہنا تو تھا کسی سے مگر کہہ دیا مجھے



جیسے تمہیں اپنا تو کوئی غم ہی نہیں ہے

کیوں ہم سے اُداسی کی وجہ پوچھ رہے ہو؟

ہم کون ہیں، ہم کیا ہیں، ہمیں خود نہیں معلوم

تم کون ہو؟ اور کس کا پتا پوچھ رہے ہو؟



جو از بر ہیں جنائیں، کس لیے پھر؟

وفاداری کے رٹے لگ رہے ہیں

تمہاری دال کالی ہو گئی ہے

ہمیں انگور کھٹے لگ رہے ہیں



وہ شخص ملنے سے پہلے پچھڑ لیا مجھ سے

کوئی بھی وقت کبھی وقت پر نہیں آیا



میرے ہونٹوں کی مسکراہٹ نے

میرے اندر کا دکھ چھپایا ہے



چھوٹی سے چھوٹی بات ہے باعث بنی ہوئی

یونہی تمہاری یاد نہیں آگئی مجھے



تمہیں ملی ہے تو اے جان اس پہ شکر کرو

یوں ہر کسی پہ اُدای فدا نہیں ہوتی



تیرے الفاظ کا توکیا کہنا

تیری خاموشی بھی سزا ہے مجھے

میں پریشان اب نہیں ہوتا

جانے یہ کس کی بد دعا ہے مجھے



وہ میری آنکھ سے آخر چھلنے لگتا ہے

میں کیسے ضبط کروں اور کہاں چھپاؤں اُسے



تمہارے ہجر کو آباد کر رہے ہیں ہم

تمہیں پتا ہے؟ تمہیں یاد کر رہے ہیں ہم



یوں میرے لمحوں کو اپنے پاس سنبھال لیا ہے

جیسے میرے حق پر اُس نے ڈاکہ ڈال لیا ہے



کسی کا غم ہی پتا ہے ہمارے ہونے کا

جو ہم اُداس نہ ہوتے تو کچھ نہیں ہوتے



آپ ناراض مت ہوا کیجے!

ہم پر کیا کیا نہیں گزر جاتا

جب بھی ملتے ہو جلنے لگتا ہے

وقت یہ کیوں نہیں ٹھہر جاتا

اب تو تم بھی وہاں نہیں جاتے

اب تو میں بھی نہیں اُدھر جاتا



چھوڑیے آپ کیسے سمجھیں گے

جائیے آپ سے گلہ کیسا



جتنا آساں تھامنا نا اُس کو

اُتنا آساں تھا خفا ہونا بھی

جب مقدر میں لکھا تھامنا

پھر تو بتا تھا جد اہونا بھی



ایسے زندہ ہیں اس کے بن اب تو

جیسے ہم خود کو مار دیتے ہیں

اُس نے سمجھا ہے ایسا وقت مجھے

جس کو بنس کر گزار دیتے ہیں



ٹوٹوڑہ تھا کہ جورا ہوں سے پلٹ آتا تھا

وہ تو میں تھا کہ جسے روگ ملے، سوگ ملے

ٹونے دیکھی نہیں اے شخص ابھی ادرب دری

کیسے کہتا ہے؟ تچھے جوگ ملے! سوگ ملے

یہ مر اجنت مجھے ٹونہ ملا، سکھنہ ملا

تیری قسم کہ تھے لوگ ملے، سوگ ملے



کیوں اداکاریاں محبت میں؟

اتنے جب غم شناس بھی نہیں ہو!

جن تن بن رہے ہو لوگوں میں

تن تو اتنے اداس بھی نہیں ہو



یہ مسکراہٹ ہے کون بولی لگائے اس کی؟

جو طنز سے مسکرا رہے ہیں، بہت برقے ہیں

خرید سکتا ہوں تیری مسکان سے میں دنیا

جو تجھ پر نظر میں اٹھا رہے ہیں، بہت برقے ہیں

وہ تیری آنکھوں کے دام کیسے چکا سکیں گے

جو تیری قیمت لگا رہے ہیں، بہت برقے ہیں



میں بھی لاکھ اگر سوگ، کچھ نہیں کہنا

اگر سوال کریں لوگ کچھ نہیں کہنا

تلائش ختم نہ کرنا جو خود سے ملنا ہو

تم اور ہی نافرط جو گ، کچھ نہیں کہنا



ہمارے لفظ بغاوت بھلے کریں نہ کریں

تمہیں ملے بھی تو اس بار کچھ نہیں کہنا



وہ بات تھی نہیں ایسی کہ سوچتے جس پر

مگر نجانے کہاں کھو گئیں تری آنکھیں

ٹوروز جاتا ہے پر آج کچھ نیا ہے ضرور

بہت اداس نہیں ہو گئیں تری آنکھیں؟



ہم نقیر لوگوں کا حال چال پوچھا کر

تیری تاجداری پر حرف ہی نہ آجائے



آنکھوں سے مگر پھر بھی جھلکتے ہیں کئی غم

اے ہنستے ہوئے شخص تجھے کتنا اہماً تھا!



چار، چھ اشک ہیں، کرنے ہیں تو منظور کرو

اب میں بیتابیِ یعقوب کہاں سے لاوں؟



دکھ تماشاگے رکھتا ہے

زندگی تالیاں بجائی ہے

آنکھ رہتی ہے بے سبب پر نم

بے بسی روز مُسکراتی ہے



مُن سانسوں کے سلطان پیا

ترے ہاتھ میں میری جان پیا

میں تیرے بن ویر ان پیا

تو میرا اُغل جہان پیا

(اختتام)

